فان من جودك الدنيا و ضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم
الله
جمال
محمد
سراجا
منیرا
جو کوئی ہو جہانگیری محمد کی غلامی کر
لولا محمد ما خلقت آدم
مشرب محمدی دارم
حیدریم قلندرم مستم
سعادت مند
فقیر سید محمد مفضل الرحمٰن الحسینی گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ

جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سراجاً منیراً

سعادتمند فقیر

سید محمد مفیض الرحمٰن الحسینی گیلانی

المعروف بھائی جان دیوانہ عفی عنہ

قادری۔ مجددی نقشبندی چشتی۔ ابوالعلائی جہانگیری قلندری۔

ماہ رجب المبارک سنہ ۱۴۰۶ھ

نام کتاب :- سِرَاجًا مُنِیْرًا

تالیف :- سید محمد مغیض الرحمٰن الحسینی گیلانی

قیمت :- چھ ۶/ روپے

جامعہ اقبال :- دفتر ہفت روزہ دیں کا در
شالیکو بان سٹریٹ پشاور شہر (پاکستان)

کتابت :- عبید الرحمٰن عابد (قلمکار ایجنسی پشاور)

مطبوعہ
المدینہ پرنٹنگ پریس محمد علی جوہر روڈ
پشاور شہر صوبہ سرحد

بار اول   ہزار

باجازت

حضرت شاہ عالم فخر العارفین قطب العجم
خواجہ سید سجاد الحق صاحب ضیائیہ فقیر مدظلہ عزیز
آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ سہروردیہ
چشتیہ صابریہ قلندریہ ضیائیہ
ملنگ آباد۔ اکاخیل میرہ۔ باڑہ فورٹ پشاور صوبہ سرحد

تعاون

(۱) صاحبزادہ سید محمد صاحبقران (عرف طلہ خان)

(۲) حاجی محمد طاہر خان آف قطر

(۳) عبد الغفور مہر گولڑوی۔ جنرل سیکرٹری اہلسنت والجماعت جہانگیر پورہ وارڈ پشاور

(۴) محمد شریف غوری۔ پشاور صدر

(۵) عبد الستار نقشبندی زم زم میڈیکوز۔ پشاور

(۶) بشیر احمد مستری (۷) اللہ داد خان پشاور صدر

(۸) محلہ دار۔ خان زرین خان (۸) سید مشرف علی اسلام آباد

فہرست مضامین

نعت

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام حمد و ثنا احد ذوالجلال والاکرام کے لئے ۔ اس کی شان عظمت عظیم ہے وہ تمام جہانوں کا مالک مختار ہے جسکی تعریف کرنے سے تمام تر زبانیں عاجز ہیں اور اسکے محبوب پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحاب رسول ؐ پر ہزاروں بار درود و سلام پہنچے جس کا خود ثنا خواں خداوند تعالٰی ہے ۔

الصلوٰۃ وسلام علیک طٰہٰ رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یٰسین حبیب اللہ ۔

اور اس محبوب خدا محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر مجھ جیسا گناہگار کس طرح کر سکتا ثناء حبیب رب ذوالجلال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوچ کر کہ جس طرح ایک بلبل نے اپنی چونچ میں تھوڑا سا پانی لے کر آتش نمرود کو بجھانے کی کوشش کی تھی ۔ تو رب کریم نے اس کے عوض میں اسے پھولوں اور باغوں کی صحبت عطا فرمائی ۔ اسی طرح میں نے اپنی مختصر تصنیف میں جس قرآنی آیات کی تفسیر حدیث مبارکہ کے کلام کی روشنی سے نور میں سراج المنیر لکھی ہے ۔ رب العزت اپنی بارگاہ میں میرا تھوڑا سا جذبہ عشق کی بےقرار آرزو کو قبول فرمائے ۔ اور اس عاجز فقیر کی مغفرت فرما کر دیدار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز فرمائے اور حشر میں سایہ محمدی ؐ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

فقیر سید محمد مفیض الرحمٰن الحسینی گیلانی المعروف سید بھائی جان دیوانہ ۔ مجددی نقشبندی ۔
قادری ۔ چشتی ۔ قلندری ۔ ابوالعلائی ۔ جہانگیری

نعت

سید محمد صاحبقران گیلانی
عرف طٰہٰ خان

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نور مجسم نیرِ اعظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

فخر جہاں ہے عرش مکاں ہیں شاہ جہاں ہیں سیف زباں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

بحر سخاوت کان مروت آئینہ رحمت شافع امت
مالک جنت قاسم کوثر سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

قبلہ عالم کعبہ اعظم سب سے مقدم راز کے محرم
جان مجسم روح مصور صلی اللہ علیہ وسلم

دولت دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالک کشور تخت نہ تا صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر موسیٰ ہادی عیسیٰ تارک دنیا مالک عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

سرو خراماں چہرہ گلستاں جبہ تاباں مہر درخشاں
سنبل پیچاں زلف معنبر صلی اللہ علیہ وسلم

چشمہ جاری خاصہ باری گرد سواری باد بہاری
آئینہ داری فخر سکندر صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتحنا باسم فتاح یفتح الخیر

الٰہی جلوہائے نور سے دل کو منور کر
مجھے بحر طریقت اور شریعت کا شناور کر

شہ ہر دو سرا کے عشق سے دل کو مسخر کر
عطا یہ آرزو ہے دل کو تا بندہ پیمبر کر

بنایا محبوب الٰہی ثانی محمد مبین الحق شہید کامل
ہر ایک ادا اک سے بالا ہے جنکے عشق کی منزل

طفیلِ اولیا و اصفیا اتقیا یا رب
عزیز خاطر پاک رسولِ دو سرا یا رب

محبِ قدسیانِ جانشین ابو العلا یارب
میرے ملجا و ماویٰ نثار احمد حق نما یارب

طفیل مخلص الرحمٰن شہ اقلیم سلطانی
جنہے زیبا ہے عالم کی جہانگیری جہاں بانی

الٰہی امداد علی دین دار کا صدقہ
الٰہی انکے محسن کثرت انوار کا صدقہ

طفیلے حضرتِ مہدی شہ ابرار کا صدقہ
حقیقت آشنا مظہر حسن سرکار کا صدقہ

جناب فرحت اللہ شاہ ملت کے تصدق میں
شاہ حسن علی بحر سخاوت کے تصدق میں

الٰہی شاہ منعم فخر امت کے تصدق میں
خلیل الدین خورشید طریقت کے تصدق میں

جناب سید جعفر امام دین کے صدقے میں
جناب شاہ اہل اللہ حقیقت بین کے صدقے میں

نظام الدین کے صدقے تقی الدین کے صدقے میں
شہ عالم نصیر الدین نو را گین کے صدقے میں

شہ محمود و فضل اللہ کے انوار کا صدقہ
جناب قطب الدین نجم الدین سرکار کا صدقہ

مبارک غزنوی کے دیدۂ بیدار کا صدقہ
نظام الدین ثانی واقفِ اسرار کا صدقہ

عطا فرما الٰہی میری مشکل کو آسانی — طفیل حضرت شیخ شہاب الدین عرفانی

برائے محی الدین سید عبدالقادر محبوب سبحانی — بحق بو سعید مبارک پیر یزدانی

الٰہی مجھے صاحب جنوں کر دے — مری آنکھیں منور دل حقیقت آشنا کر دے

جناب بوالحسن کے گیسوئے خمدار کا صدقہ — ابو یوسف قسیم بادۂ اسرار کا صدقہ

شہ عبدالعزیز گوہر شہوار کا صدقہ — جناب شہ رحیم الدین کے انوار کا صدقہ

جناب شاہ شبلی کے گل رخسار کا صدقہ — عطا فرما الٰہی نرگس مئے بار کا صدقہ

رئیس الطائفہ شاہ جنید ابرار کا صدقہ — الٰہی ان کی چشم مست گیسوئے خمدار کا صدقہ

جناب سری سقطی مطلع انوار کا صدقہ — شہ معروف کرخی مخزن اسرار کا صدقہ

رئیس العارفین موسیٰ رضا سرکار کا صدقہ — سید امام کاظم رض سر چشمۂ اسرار کا صدقہ

امام جعفر صادق رض سید ابرار کا صدقہ — سید باقر رض میرے آقا میری سرکار کا صدقہ

الٰہی درد قلب سید عابد رض بیمار کا صدقہ — الحسن رض والحسین رض ابن علی منبع انوار کا صدقہ

علی مظہر العجائب حیدر رض کرار کا صدقہ — امیر لشکر دیں کاروان سالار کا صدقہ

الٰہی اپنے لطف مہر احسان کا صدقہ — سرور عالم صلعم احمد مختار کا صدقہ

الٰہی شہ رؤف میری سرکار کا صدقہ — کرم کی ہو جائے نظر بھاؤ الحق سرکار کا صدقہ

صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نورِ مبین صلی اللہ علیہ وسلم

(قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتَابٌ مُبِيْنٌ)

کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا نور اور کتاب روشن۔

قد جاءکم من اللہ نور کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے کہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد نور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

علامہ ابن جریر نے بھی فرمایا کہ مراد نور سے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی طرح تفسیر مظہری میں بھی ہے۔ اس آیت کریمہ سے قرآن کا نور ہونا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا دونوں ثابت ہیں۔

آپ کا نور ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

صاحب نور المعانی لکھتے ہیں

(نور عظیم وہو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم)

ذھب قتادہ اختارہ الزجاج) ترجمہ:- کہ جناب رسول صلی علیہ وسلم

نورِ عظیم اور سب نوروں کا سردار نبی مختار ہے۔ اور حضرت قتادہ اور زجاج کا بھی مختار ہے۔ اکثر مفسرین نے فرمایا۔ مثلاً جلالین ۔ جامع البیان ۔ معالم التنزیل ۔ جواہر الحسان سراج منیر قرطبی ۔ مدارک تفسیری مظہری۔ بیضاوی وغیرہ میں نور سے جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا نور ہونا فرمایا۔

آپؐ کی ذات بابرکات سر مبارک سے لے کر پاؤں مبارک تک نور ہی نور تھی ۔ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جسد عنصری میں رونق افروز ہونے سے پہلے ایک نور تھی۔ اور اسی وقت نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی۔ اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے یہ روح محمدی سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا تھا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا۔ نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا۔ نہ آسمان تھا نہ زمین تھی۔ اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ اور نہ جن تھا نہ انسان تھا۔ آپ اس وقت نبی تھے آپ سب اشیاء سے پہلے آپ کی روح نور الانوار موجود تھی۔ اور یہی مرتبہ ہے نور اور روح کا اسی مرتبہ میں آپ نبوت اور ختم نبوت دونوں صفت سے موصوف ہیں۔ مگر ظہور نبوت پہلے اور ظہور ختم نبوت بعد میں ہوا۔ پہلے مرتبہ روح بغیر بدن عنصری کا ہے۔ اور دوسرا مرتبہ

روح مع البدن العنصری کا ہے۔ یعنی سب اشیاء سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا۔ اور آپ کے نور کی برکت اور طفیل سے لوح و قلم عرش فرشتے، جنت، دوزخ آسمان و زمین سورج و چاند اور جن و انس وغیرہ پیدا ہوئے۔

علامہ قسطلانی نے مواہب مدنیہ میں بحوالہ عبدالرزاق اپنے سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں نے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھکو اس بات کی خبر دیں کہ تمام عالم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ (اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبلَ الاشیآءِ نُورَ نبیک من نورہ الخ)

بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض قدرت سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا گردش کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ کرسی تھی۔ نہ ملائکہ تھے نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی نہ جن و انس تھا نہ سورج نہ چاند تھا الغرض سب عالم سے پہلے آپ کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور محمدی کے فیض سے ایک مادہ بنایا جس سے لوح قلم عرش و کرسی۔ جنت و دوزخ ملائکہ۔ آب و ہوا۔ سورج چاند ستارے جن و انس۔ آسمان و زمین الغرض ساری کائنات کا ظہور

کا باعث بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہی ہے۔ اور آپ سب انبیاء
سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور اس وقت آپ کو نبوت کی صداقت سے موصوف
فرمایا گیا تھا۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں آپ کو
خاتم النبیین بنا کر سب کے آخر میں خداوند عالم نے آپ کی نبوت اور
ختم نبوت کا اعلان فرمادیا۔ جب آپ کی روح مبارک جسد عنصری بشری میں
آ کر جلوہ گر ہوئی تو آپ کی روحانی اور معصومی روشنی تو ابتداء سے تھی مگر جسمانی
اور حسی روشنی بھی آپ کی جسد اطہر میں بمعجزہ قدرت نے رکھدی تھی۔

حضرت عثمان بن ابی العاص روایت کرتے ہیں کہ میری والدہ
بیان فرماتی تھیں کہ جس شب میں حضرت آمنہ رض کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی اس وقت وہ وہاں موجود تھیں۔ وہ بیان
کرتی تھیں کہ گھر میں جس چیز پر بھی میری نظر پڑتی تھی میں دیکھتی کہ وہ منور
ہے۔ اور میں دیکھتی تھی ستارے اس طرح جھکے پڑتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا
تھا کہ اب زمین پر آ گریں گے (بیہقی)

مواہب مدینہ میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رض
فرماتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے
جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور جس کی روشنی سے میں نے قیصر و
کسریٰ کے محلات دیکھے۔ اور مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ

روشن ہوگیا۔

ہند بن ابی ہالہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کا چہرہ انور ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہو۔

تفسیر مظہری میں نقل ہے کہ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جس دن سے ہم نے جناب رسول اللہ کو لیا ہم چراغ کے محتاج نہیں ہوئے کیونکہ آپؐ کا چہرہ مبارک چراغ سے زیادہ منوّر تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے عالم ارواح میں ہی سرفراز کر دیا تھا۔ جسم ناسوتی کی شرط بھی تو صرف اس لئے تھی کہ مبعوث الیہم جن کی طرف بھیجا گیا تھا میں جسم عنصری بشری کے بغیر استفادہ کی قابلیت نہ تھی یعنی احکام الٰہیہ کی تبلیغ اس پر موقوف تھی۔ کہ آپ جسم عنصری بشری میں تشریف لاکر ان سے خطاب کریں۔ کلام الٰہی انہیں سنائیں اور سمجھائیں۔

اگر خداوند عالم کے رسول بشر نہ ہوتے تو نوع بشری کے لئے فضیلت ہی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نور انوار الٰہی المختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب جسد عنصری بشری میں تشریف لاکر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے لگے مگر قوم نے نبوت اور رسالت کو بشریت کے ساتھ متضاد اور منافی سمجھ کر نبوت اور رسالت سے انکار کیا

اور کہنے لگے یہ تو بالکل ہم جیسے انسان ہیں۔ کھاتے پیتے اور بازار میں جاتے ہیں۔ اپنے کپڑے خود سی لیتے ہیں۔ اپنی ضروریات کو خود انجام دے لیتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام بالکل ہم جیسے بشر ہیں تو وہ مقام نبوت و رسالت سے بے بہرا اور بے دھبے کے گستاخ ہیں۔ انبیاء علیہم الصلواۃ السلام جسد عنصری اور لباس بشریت میں ضرور ہوتے ہیں

اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی نے کیا خوب فرمایا۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے - سر عرش تخت نشیں ہوئے
جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں۔

وہاں گئے جہاں نہ مکاں تھا نہ لامکاں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مکان نیچے زمین پر رہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آسمانوں سے گذر کر چلے گئے۔ اس سے معلوم ہوا آپ نہ زمین کے محتاج ہیں نہ آسمانوں کے نہ مکان کے محتاج ہیں نہ لامکاں کے محتاج وہ ساری کائنات عالم میں کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں۔ بلکہ کائنات عالم ان کی محتاج ہے۔ وہ صرف خدائے ذوالجلال خالق کائنات کے محتاج ہیں اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اور محبوب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو خدائے قدوس کے عبد مقدس ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے

جمال کے صفاتی آئینہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اپنی محبت سے اپنے جمالِ الوہیت
یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً ومبشراً ونذیراً۔
کو جمالِ محمد ظہور کیلئے ہے۔ وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً۔

شبِ معراج شبِ اسریٰ کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اُمِ ہانی کے گھر آرام فرما تھے رات کی
تاریکی تمام کائنات کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھی۔ وادیٔ مکہ کے
پرکیف مناظر پہ نہایت سکون طاری تھا۔ خداوند قدوس نے حضرت
جبریل امین کو حکم دیا کہ داروغہ جنت سے کہو جنت کے دروازے
کھول دے۔ حور و غلمان سے کہو آراستہ و پیراستہ ہو جائیں۔
داروغہ جہنم سے کہو دوزخ کے دروازے بند کر دے اور تمام ملائکہ
میں اعلان کر دو کہ تمام فلکی نظام کو نہایت زیب و زینت کے ساتھ
منظم کریں۔ اور صفیں باندھ کر میرے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ جبرئیل امین کو حکم ہوا جنت
سے ایک حسین و جمیل براق مع ستر ہزار فرشتوں کو لے کر جاؤ۔ اور
میرے محبوب کو میرے پاس لے آؤ۔ آج وصال کی شب ہے جبرائیل
امین بحکم خداوندی ایک براق لے کر ستر ہزار فرشتوں سمیت محبوبِ اعظم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درِ اقدس پہ حاضر ہوئے۔ سرکار آرام فرما رہے
تھے۔ جبرائیل نے اپنے کافوری لبوں سے سیاحِ لامکاں کے قدموں

کو بوسہ دیا۔ آقا بیدار ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے صلوٰۃ وسلام کے بعد عرض کی۔ اے اللہ کے محبوب آج وہی خدائے بزرگ وبرتر آپ کو دعوت دیدار وملاقات دے رہا ہے۔ حضور جلدی چلئے یہ براق برق رفتار اور ستر ہزار فرشتوں کی نوری جماعت حاضر خدمت ہے۔ شہنشاہ دوعالم مالک ومختار بیت الحرام سے پوری سج دھج کے ساتھ براق برق رفتار پر سوار ہوکر نورانی فرشتوں کے جھرمٹ میں بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تمام انبیاء سابقین حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک محبوب کبریا کے استقبال کے لئے حاضر ہیں۔ جبرائیل امین نے اذان کہی اور شہنشاہ دوعالم رہبر اعظم نور مجسم امام انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ نے جمع انبیاء ومرسلین کی امامت فرمائی۔

اب آسمانی سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر تشریف لے گئے یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے سلام کیا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا اور مرحبا مرحبا یا سیدی صلی علی محمدؐ۔ اسی طرح ہفت سموات پر انبیائے کرام شب اسریٰ کے دولہا کا استقبال کیا۔ کونین کا تاجدار اپنی سلطنت کے عجائبات دیکھتا ہوا سدرۃ المنتھٰی پہ پہنچا۔ سدرۃ المنتھٰی پر حضرت

جبرائیل امین ٹھہر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل رک کیوں گئے۔ جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ اگر بال بھر بھی میں یہاں سے آگے جاؤں تو انوار و تجلیات سے میرے پر جل جائیں گے۔ شب اسرا کا دولہا اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کا دیدار کرنے اور عرش اعظم کی سند لینے کے لئے آگے بڑھا۔ اس مقام پر ایک تخت نورانی حاضر ہوا۔ اور ندا آئی اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو جائیں۔ حضور پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نورانی تخت یعنی رف رف پر سوار ہو گئے۔ اور یہ رف رف سوئے لامنتھیٰ روانہ ہو گیا۔ جب رف رف سوئے منتھیٰ کے قریب پہنچا تو آواز آئی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر جائیں۔ رف رف رک گیا۔ اور مرحبا صلی علی محمد کما صلیت علی ابراہیم کا ذکر ہونا شروع ہو گیا۔

بہر کیف میرے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک وہاں تک پہنچے جہاں کسی کا سر نہیں پہنچ سکا۔ عرش بریں کے قریب پہنچے۔ تو پیاری پیاری آواز آئی

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے کتنے قریب ہوئے اسکی حقیقت تو خدا ہی جانے۔ لیکن قرآن مجید نے اس قرب خاص کو یوں بیان فرمایا ہے۔ (ترجمہ) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے وحدہٗ لاشریک

ایک دوسرے کے دو کمانوں کی مقدار قریب ہوئے۔ اور اس سے بھی زیادہ۔ پھر محبوبؐ و محبّ جلّ نے جو راز و نیاز کی باتیں کیں جن کا علم کسی کو نہیں۔ نورِ مجسم رسول مجتبےٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی سر کی آنکھوں سے اپنے رب جلّ شانہٗ کو دیکھا۔

آپؐ اپنے ربّ کریم کے دیدار و ملاقات سے مشرف ہو کر امت کے لئے بوسیلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر صبح صادق سے پہلے پہلے اس مقام پر تشریف لے آئے جہاں سے یہ مقدس سفر شروع فرمایا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں نہ مکاں تھا نہ لامکاں۔ اس کے معنی ہیں کہ مکان نیچے زمین پر رہ گیا۔ اور احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوپر عرشِ عظیم پر چلے گئے۔ آپ کی ذات اقدس نہ زمین کی نہ آسمان کی محتاج ہے بلکہ ہر ایک اشیاء عالم آپؐ کی محتاج ہے۔ آپؐ صرف خدائے لایزال خالق کائنات کے محتاج ہیں۔ جو کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کس وقت ثابت ہوئی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ السلام کی روح اور جسد کے درمیان تھی (ترمذی) یعنی ان کی جان ابھی جسم میں نہیں آئی تھی۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے میرا قیام ایک نورانی قندیل میں تھا۔ جیسا کہ حضورؐ

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم عمر میں بڑے ہو یا میں۔ جبرائیل امین نے عرض کی کہ میں نے ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ دیکھا تھا۔ جو کہ ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ نور عظیم تھا وہ میرا نور تھا۔ جو کہ ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا تھا۔ اور جملہ مخلوقات انبیاء۔ ملائکہ، جنت دوزخ لوح قلم عرش فرش آسمان زمین حتیٰ کہ جملہ چیزیں میرے ہی نور سے پیدا ہوئیں۔ بعد میں میری ذات اور میں عنصر بشری میں منتقل کر کے عبدیت کا جامہ پہنا کر ظاہر کیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

انما انا بشر مثلکم کی آیات پر تحقیقی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے شہرہ آفاق کتاب "مدارج النبوت" کی جلد اول باب سوئم فصل الزالہ شبہات میں تحریر کیا ہے کہ در حقیقت متشابہات میں سے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مخفی راز ہے یہ کسی اور پر ظاہر نہیں۔ اسی طرح ان آیت کریم کے حقیقی معنی و مطلب کا علم نہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ید اللہ فوق ایدیھم ۔ خدا کا ہاتھ ہونا اسی طرح فثم وجہ اللہ یعنی خدا کا چہرہ ہونا۔ چونکہ ان آیتوں میں متشابہات موجود ہیں اسلئے انکو

اپنے عقل کی دلیل سے ظاہر معنی لینا قطعاً غلط ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اگر میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پیدا کرتا تو میں تم کو بھی نہ پیدا کرتا۔ اور جہاں عالم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ میرے حبیب کی ذات مقصود کائنات ہے۔ انہیں کے وجود بابرکات سے تمام عالم کا ظہور ہوا۔ اس لئے آپ کو نور اول باعتبار جسم اطہر کے اندر روح منزہ منور جسد عنصری خاکی بشری میں جلوہ گر فرمایا۔ آپ ﷺ کی روحانی جسم اطہر کو روشن کر دیا۔ اور یہ نور ازلی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ نور ازلی اتنا روشن تھا کہ اس کی کرنیں باہر ہو گئی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خود دیکھا ہے کہ آپ کی پیدائش کے وقت فرش سے تا آسمان ایک نور روشن ہو گیا۔ فرائیں معطر ہو گئیں۔ بھینی بھینی خوشبو کے ساتھ عنبری ہوائیں چل رہی تھیں (مواہب لدنیا)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ۔ یہاں فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چاندنی رات میں دیکھا۔ تو میں کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کبھی چاند کو دیکھنے لگا۔ اس وقت آپ سرخ حُلّہ پہنے ہوئے تھے۔ مجھے تو آپ چاند سے زیادہ حسین نظر آئے تھے۔ ترمذی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی اولاد، اور پشت سے پیدا ہونے والے ان کی اولاد بھی تبلائی۔ یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد اور پشت سے پیدا ہونے والے تا روز قیامت سب کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر کے تبلایا۔

آدم علیہ السلام انہیں دیکھنے لگے کہ یہ فوقیت اور فضیلت رکھتے ہیں۔ ان سب کے آخر میں ایک بلند نور دیکھا تو عرض کیا اے میرے پروردگار یہ کون ہیں؟

ارشاد ہوا تمہارے فرزند حضرت احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی سب سے اول نبی ہیں اور یہی سب سے آخر ہیں۔ یہی قیامت میں سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔ اور ان کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ (ابن عساکر)

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝

اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر بھیجا۔ فرمانبرداروں کو بشارت دینے والا۔ اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔ روشن چراغ،

آپ کا قلب مبارک سوء تعلق باالحق سے منزہ و مقدس مشاہدہ حق میں مشغول رہتا۔ کیونکہ آپ کا ہر آن ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی میں متغرق رہتا اور ہر وقت اللہ کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کھانا۔ پینا۔ حرکت و سکون۔ عبادت۔ سخاوت سب کچھ اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتے تھے۔ یہاں پر ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ؕ

اور آپ نفسانی خواہشات کے لئے کچھ نہیں بولتے۔ سب کچھ وحی ہی ہے۔ جو آپ پر نازل ہوتی ہے۔

کتاب نشر الطیب ص۶۵ میں ہے۔ حضرت مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے کیا خوب تعریف کی ہے۔

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نارسائی　　کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار

مولوی انور کاشمیری نے عقیدت الاسلام ص۲۱۹ مطبوعہ دیوبند

کار ندانجا نورِ حق بود و بند دیگر حجاب

دید و بہ شنید آنچہ جز وے کس بہ شنید و ندید

مولوی ثناء اللہ امرتسری فتاوی ثنائیہ ص۳۴۳ جلد ۲ آخر میں تحریر کیا

سلام اے نورِ رب العلمین پر　　سبہ اسکی آل اصحاب دین پر

قاضی سلیمان منصور پوری نے عقیدہ سید البشر ص۵ میں لکھا

شان محمدی سے اندھے ہیں اہل ظلمت

وہ نورِ حق جس سے دار السلام چمکا

مولوی یوسف کلکتوی رسالہ ارشاد کراچی ص ۳۳ میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا

اے نور خدا صلی علی صاحب قرآن

وہی عبد صنم کیش کو معبود کی پہچان

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اور قرآن کو کتاب بیان کیا۔
رسول اللہ اور مذاہب اسلام آسمانی نور ہیں۔ مگر یہ بات ہے کہ آفتاب جہاں تاب کی روشنی سے وہی فیضیاب ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے قدرت کاملہ سے نوازے۔ اور دل کی روحانی آنکھیں منور، حقیقت آشنا کردے۔ ورنہ اندھے کی مثال ہو گی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔
کہ جن لوگوں نے آپؐ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا وہ منکر و منافق ہیں۔ اور جن سعادت مندوں نے آپؐ کو رسالت مآب و رحمتہ العلمین کے عقیدے پر یقین رکھا وہ ممتاز ہو گئے۔ اور نجات پائیں گے۔
آپؐ کو منصب نبوت کے لئے جسم عنصری کی شرط فاعل متصرف کے طرف سے نہ تھی۔ کیونکہ خداوند عالم نے آپ کو صاحب نبوت سے عالم ارواح میں ہی سرفراز کر دیا تھا۔

جسم ناسوتی کی شرط تھی تو صرف اس لئے تھی کہ
جن کے طرف بھیجا گیا میں جسم عنصری بشری کے مفید استفادہ کی قابلیت

نہ تھی ۔ تصرفات نبوت یعنی احکام الٰہیہ کی تبلیغ اس پر موقوف تھی کہ آپ با جسم عنصری بشری میں تشریف لاکر ان سے خطاب فرمائیں ۔ کلام الٰہی انہیں سنائیں ۔ اور سمجھائیں ۔ اور ایک انسان کے لئے جسطرح زندگی گذارنی چاہیئے ۔ ان سب کی کرائیں ۔

پھر وہ زمانہ آیا جس میں آپ کی تشریف آوری جسد عنصری بشری میں مقدر ہو چکی تھی ۔ آپ کا گہوارہ یعنی جھولا فرشتوں کی جنبشیں دینے سے ہلا کرتا تھا ۔ پھر تقدیر الٰہی کے مطابق آپ چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے ۔ اور ظہور نبوت ہوا ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء اول الانبیاء آخر الانبیاء ہیں ۔ اصل اولیت یعنی باعتبار خلق و اتصاف نبوت جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے کو بلحاظ وجود عنصری بشری حضرت آدم علیہ السلام کی تشریف آوری سب سے اول ہو گئی ہے ۔ اور آدم علیہ السلام کی تشریف آوری دنیا میں اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد جسد عنصری بشری میں منظور تھا ۔ اور اسی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات بنا ۔

آپ باعتبار روح مبارک اول الانبیاء نور تھے ۔ باعتبار جسد عنصری بشری آخر الانبیاء نور بمعنی الٰہی مقصومی تھے

حُسن جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حسین۔ بہادر۔ اور جود عطا کرنے والے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انسانوں سب سے اوّل و آخر میں سب سے زیادہ اشرف تھے۔ آپ کا مزاج مبارک سب سے زیادہ اعتدال یعنی صبر و تحمل تھا۔ اور جس یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر عمل بہترین عمل کا نمونہ ہوتا ہے اور آپ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حسین جمیل خوبصورت شکل والے تھے۔ اور آپ کا اخلاق اعلیٰ ترین محبت شفقت سے بھرا ہوا تھا سب سے زیادہ سخی جود کرم کے مالک تھے اور جسمانی و روحانی کمالات کے منبع بحر تھے۔ اور خوبصورتی نیک خصلت کے حامل تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آقا مولا محمد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا ہے۔ آپ کے چہرہ انور پر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے رخ زیبا پر

چاند سورج تیر رہے ہیں۔ جب کبھی آپ مسکراتے تو لب مبارک سے پھولوں کی کلیاں گرتی تھیں اور وہ اتنی روشن ہوتی تھیں جسکی چمک سے دیواروں پر ضیائیں پھوٹ پڑتی تھیں۔ (مدارج النبوۃ از کتاب شفاء)

عرش والے انہیں سرورِ جمنی کہتے ہیں
فرش والے انہیں مکی مدنی کہتے ہیں

مصورِ فطرت نے حسین ازل کے کارخانہ صنعت سے ایک ایسی تصویر بنائی جس نے دیکھا بے ساختہ پکار اٹھا کہ صانع قدرت کا یہ افضل ترین مجسمہ ہے۔ اس لئے دنیا کا وہ کون مصور باکمال ہے۔ جو اپنی خداداد طاقتوں اور انتہائی قابلیتوں کے باوجود صفحہ قرطاس پر عرب کے اس حسین وجمیل نور مجسم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اعلیٰ کی تصویر کشائی کرے۔ آپ ﷺ کا جسم اطہر منور منزہ اعضائے اقدام مبارک سے پیکر ہیر مبارک تک نور ہی نور تھا۔ اور رخ زیبا گلابی نور صراحی دار گردن نور مشک عنبری زلف نور۔ سینہ مبارک اَلَم نَشرَح لَکَ صَدرَکَ نور، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں مشکوٰۃ سے مراد ہے۔ منور سینہ اور زجاجا قلب اور اس میں مصباح جو ہے وہ نور نبوت ہے۔ اور شجرہ مبارک سے روشن کیا گیا ہے یہی شجرہ ابراہیمیہ ہے جو نہ مشرق میں نہ مغرب میں بلکہ سب کے لئے فیضان

نبوت نور ہے۔ جو وجود بشریت میں ظہور فرمایا گیا ہے۔ سرورِ کائنات کا قد مبارک نہ بہت طویل اور نہ کوتاہ تھا۔ بلکہ درمیانہ قد تھا۔ رنگ مبارک سفید سرخ گندمی۔ گول چہرہ پیشانی وسیع چمکدار بھویں باریک خمدار آنکھیں کشادہ سرمگیں ناک مبارک پتلی لمبی دندان مبارک پیوستہ موتیوں کی طرح تابدار اور لب مبارک گلابی اور رخسار ابھرے ہوئے ریش مبارک گھنی صراحی دار گردن سینہ مبارک کشادہ سینہ سے لے کر ناف تک ایک باریک بالوں کی لکیر تھی۔ شانے مبارک بڑے تھے۔ شانوں پر کثرت سے بال تھے۔ پشت مبارک وسیع تھی۔ دونوں شانوں کے درمیان میں کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔ آپؐ کی انگلیاں گویا چاندی کی شاخیں تھیں آپؐ کی ہتھیلیاں پر گوشت اور چوڑی کلائیاں لمبی پاؤں کی ایڑیاں۔ نازک اور ہلکی تھیں۔ پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی تھے اور آپؐ کی ہتھیلی خوشبودار مشک عنبری میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ آپؐ سے مصافحہ کرنے والا کئی دن تک اس خوشبو سے معطر رہتا آپؐ کے پسینہ میں خوشبو تھی چلتے تو قوت کے ساتھ ذرا آگے جھک کر قدم جما کر رکھتے۔ رفتار بہت تیز ہوتی معلوم ہوتا نشیب میں اتر رہے ہیں۔ چہرہ مبارک غور و فکر میں ڈوبا رہتا۔ اور نگاہوں میں پرتاثیر ایک نظر میں مردہ دل زندہ ہو جاتے۔ پاکیزہ خیالات اور بلند جذبات چمکتے ہوئے

دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا۔ گفتگو کرنے کا ایسا انداز تھا کہ
دشمن بھی سننے کو ترستے۔ اجنبی سے بھی ایسے طرح ملتے آتے گویا پہلے واقف
ہوں۔ آپؐ کا حسن اخلاق اتنا بلند تھا کہ دشمن بھی تعریف کرتے۔ آپؐ
ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک مثل مثل الضحیٰ شمس سعادت
پیکر معصوم اور کبھی حسن وجمال اسم رؤف رحیم میں مجسم ہوتے نظر
ایسا نظر آتا کہ گویا عرش بریں سے ملک الکریم کا نزول ہوا ہے۔
پرشکوہ وجود پر روئے منور رخ زیبا مستی عشق خداوندی میں مدہوش
اور روح معنبرہ منور غلبہ محبت میں مخمور آنکھیں تیغ بریاں۔ حق باہو
کی موجود شہادت دینے والی ابروئے خمدار صبح صادق کی روشن
پیشانی علاوت ایمان سے تابندہ حق الیقین سے درخشندہ
رخسار گلاب کی پنکھڑیوں بے تابانہ رقص کرنے والے نورانی شبنم
کا سما پیش کرنے والے لعل و گوہر سے دہن و دندان لطف کرم
سے لبریز نگاہیں شفیق گفتگو میں دل نواز سخن آپؐ جب بھی اپنے
پروانوں پر نظر مہر فرماتے تو رحمت گھٹائیں چھا جاتیں۔ پھر فیض
برکات حیات جاوداں کی باران رحمت قلب مضطر پہ اثر انداز
ہوتی تھیں۔ اسوقت سماع میں عجب دلکش نظارہ ہوتا ہے سر پہ
تاج شفاعت جامعہ رسالت صاحب معارفت عربی پہنے ہوئے

تخت ولایت خلافت امامت ارض و سماء پر جلوہ افروز ہیں۔
اور ما فوق البشریت کی شہادت دیتی۔ غَلَبَتْ رحمتی عَلٰی غَضَبِی کی
تمثیل حیات جاوداں حاصل ہوتی ہیں۔ اور اس وقت خوشبو عنبر حنا
فضاؤں سے بھینی بھینی ہوائیں نفس پر نور اور بہار آجاتی ہے۔
آپ کی ذات اقدس اسماء حسنٰی صفات مظہر جامعیت
(تفسیر حقانی)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ عالم، سید الکونین و ثقلین، راحت عالم، محسن اعظم رحمت ارض و سماء، اشرف الانبیاء، محبوب خدا، مولائے کائنات تمدن و تہذیب کا سرچشمہ، حق کا آئینہ، بیکسوں کے چارہ ساز تاجدار دو جہاں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس سے زیادہ کیا سند ہو سکتی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت اور شفقت کا اعلان خود اللہ جل شانہ نے فرمایا۔ اللہ کا وہ احسان جس کی خواہش اور ضرورت تو انسان کے پاس ہو لیکن کوتاہی عمل کے سبب اس کا استحقاق اسکے پاس نہ ہو رحمت کہلاتی ہے رحمت اس بارش کی طرح ہے جو سوکھی اور پیاسی زمین کو سیراب کرتی ہے تاکہ مخلوق کے لیئے غذا اور لباس کا انتظام ہو سکے۔ بارش زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ زمین کا عمل نہیں۔ اسی طرح وجود انسانیت کوتاہی کے سبب بیماریوں کا شکار ہو جائے۔ مثلاً جسمانی بیماریاں

روحانی بیماریاں، اخلاقی بیماریاں اور سماجی بیماریاں۔ ایسی تمام بیماریاں جن کا تمام علاج حکماء۔ دانش وروں، حکمرانوں، اور فلسفہ دانوں کے پاس نہیں ہوتا۔ تو ایسے عالم میں انسان حسرت بھری نگاہ سے صرف آسمان کی طرف دیکھتا ہے۔ علاج کی ضرورت تو ہوتی ہے لیکن علاج بس میں نہیں ہوتا۔ پیاسی روحیں پیاسی زمین کی طرح فریاد کرتی ہیں۔ تو رحمت پروردگار جوش میں آجاتی ہے اور باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور وجود انسانیت کی تطہیر ہوتی ہے۔ محسن انسانیت کے روپ میں احسان خداوندی ہوتا ہے۔

رحمت کا مطلب ہے خطاؤں سے درگزر کرنا گناہوں کو معاف کرنا۔ رحمت کا حصول کسی استحقاق سے مشروط نہیں اگر انسان کا اپنا عمل ذریعہ حصول رحمت ہوتا تو آج علم والوں کو ضرور معلوم ہوتا کہ کسی انسان کو پیغمبر کیوں بنایا جاتا ہے۔ اور اس پر اتنی رحمتیں کس عمل کی وجہ سے ہوتی ہے منصب رسالت اللہ کی رحمت سے ملتا ہے۔ اور اللہ کی رحمت اپنے پیغمبر کو اپنے رحمتوں والے رسول کو اسی علاقے میں مبعوث فرماتی ہے جہاں اسکی زیادہ ضرورت ہو۔ یعنی جہاں زیادہ بگاڑ ہو۔ پیغمبر کا وجود وجود ہی باعث رحمت ہوتا ہے۔ اور یہ رحمت انہیں حاصل ہوتی ہے۔ جو زیادہ محروم ہوں۔ یہ حیران کن بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پناہ رحمتوں

کے نزول کے لئے اس معاشرے کو منتخب فرمایا جس کے عمل میں حصول رحمت کا بظاہر کوئی استحقاق نہ تھا۔ وہ معاشرہ تباہی کا منظر پیش کر رہا تھا وہاں رب العالمین نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ جو کہ رحمۃ اللعالمین بنکر آئے۔ اللہ کی رحمت وہاں آئی جہاں زیادہ بگاڑ تھا۔ اللہ کی رحمت تو رحمت بھرے کلام کی شکل میں بھی آئی۔ جو کلام پروردگار کی طرف معظمت ہے۔ اور یہ رحمت کے بھرے کلام یعنی قرآن مجید بھی اپنے محبوب محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا تاکہ تمام پیاسی روحیں تسکین پا سکیں۔ اور حصول بیماریوں کے لئے شفا اور ایمان والوں کے لئے رحمت بن کر آیا۔ اللہ کی رحمت، اس محسن انسانیت میں عیاں ہوئی۔ جسے بھیجنے والے نے مجسم رحمت بنا کر بھیجا۔ آپؐ کا وجود مبارک ہی مجسم رحمت ہے۔ آپ کے آنے سے صحرا میں بہاریں آگئیں۔ گلزار ہستی کھل گیا۔ جمود میں حرکت پیدا ہو گئی۔ ساربانوں کو اکابرین بنا دیا گیا۔ وہ ہستی وہ گلیاں جہاں آپؐ کی رحمتوں نے تخریب میں نئی تہذیب پیدا کر دی۔ گنہگاروں کو شفاعت و رحمت ملی۔ اندھیرے روشن ہوئے رحمت کا اہم تقاضا اور بنیاد یہ ہے کہ بگاڑ میں اصلاح پیدا ہو گئی۔ مایوسیوں میں امیدیں پیدا ہوئی۔ اللہ کے غضب سے اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو وہ اسکی رحمت ہے۔ اور اس کی رحمت کا نزول قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذات اقدس ہے۔ آپؐ ہی کے دم سے انسان شر سے نجات پاکر خیر کے دامن میں آیا۔ آپؐ کی ذات اقدس مجسم رحمت ہے۔ آپؐ کا ہر انداز، اندازِ رحمت ہے۔ آپ رحمت اللعٰلمین ہیں آپؐ کی رحمت تمام جہانوں کے لئے ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے کیا حالات تھے اور بعد میں کیا حالات ہو گئے۔ یہ زمانہ جانتا ہے کہ آپ کا دامن ہمیشہ پھیلتا ہی رہا آپ کے دم سے زمانہ بدل گیا۔ بلکہ زمانے بدل گئے۔ آپ کی رحمت کسی ایک ملک یا کسی ایک قوم یا کسی ایک نسل یا کسی ایک زمانے کیلئے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لئے زمین آسمان کے لئے، ظاہر و باطن کے لئے، ماضی حال اور مستقبل کے لئے۔ اپنوں بیگانوں کے لئے۔ فرزانوں نادانوں کے لئے

دنیا میں آج تک کوئی پیغمبر اور نہ کوئی انسان اتنی رحمتیں اور شفقتیں لے کر نہیں آیا۔ بلکہ یہ سب کچھ آپؐ کی ذات گرامی پر وسلسلہ رحمت شروع بھی اور ختم بھی ہو گیا۔ جیسے بعثت انبیاء کا سلسلہ کہیں۔ جیسے انا ختم النبین، اور رحمت اللعٰلمین۔ آپؐ کی رحمتیں جملہ عالمین کے لئے۔ اور آپ کی نبوت بھی جملہ عالمین کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی بھی نعمتیں عطا کی ہیں

یہ سب ہمارے پیارے نبی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں ملا ہیں ورنہ آپؐ سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہ السلام تشریف لائے انکی اکثر امتوں پر عذاب نازل ہوئے۔ کیونکہ نافرمان امتوں نے پیغمبروں کو

بہت ستایا۔ اور ان کو دکھ دیتے تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی نافرمان قوم کو طوفان سے غرق کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ قوم ہود پر گرم ہوائیں چلیں۔ اسی طرح کے کافی واقعات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ کہ جس جس قوم نے پیغمبروں کو ستایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو برباد کر دیا۔ لیکن اس کے برعکس رحمت دو عالم کے وجود مبارک کی برکت سے کفار مکہ باوجود اپنی تمام سرکشی کے دنیا میں عظیم عذاب سے محفوظ رہے۔ حالانکہ کفار مکہ آپؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ مگر آپؐ ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ جس طرح آپؐ اہل مکہ سے نا امید ہو کر طائف تشریف لے گئے اور وہاں دعوتِ اسلام دینا شروع کیا۔ تو طائف کے بڑے بڑے امراء اور اربابِ اثر قبائل نے طائف کے لوگوں کو ابھارا جنہوں نے آپؐ کو بازاروں میں تنگ کرنا شروع کیا۔ شہر کے اوباش لوگ آپؐ پر ہنستے اور طرح طرح سے دکھ پہنچاتے رہے۔ اور بچوں کو اکٹھا کر کے آپ کے پیچھے لگا دیتے۔ جس طرف سے آپؐ گذرتے مجمع صف باندھ کر کھڑا ہو جاتا اور آپؐ کو پتھر مارتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی نعلین مبارک خون سے بھر گئیں۔ جب آپ زخموں سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے تو وہ اوباش لوگ آپؐ کو بازو سے تھام کر کھڑا کر دیتے تھے پھر جب آپ چلنے لگتے تو پھر پتھر برساتے، اور ساتھ ساتھ آپؐ کو اپنی زبان بد سے

برا کہتے ۔ پتھروں کی چوٹ سے آپؐ کا خون اسقدر نکلا کہ آپ کی نعلین مبارک میں جم گیا ۔ ان کا آسانی سے صاف ہونا دشوار تھا۔ آپؐ جب وضو فرماتے تو آپؐ کو بہت تکلیف ہوتی تھی ۔ بچے اور بازاری اوباش لوگ آپ پر گرد و غبار اڑا کر تنگ کرتے تھے ۔

طائف کے کسی بدبخت کی طرف سے پھینکا ہوا ایک پتھر آپ کے ٹخنے مبارک میں اس زور سے لگا کہ خون کا فوراً چھوٹ پڑا ۔ اسی وقت جبار و قہار خدا کی جبروتی شان طائف کی بربادی کا حکم دیئے جوش زن تھی ۔ اور خالق ذوالجلال کی نظر کے سامنے اس کے محبوب سرور دو عالم کو ستایا جا رہا تھا ۔ دفعتاً اللہ کے مقدس فرشتے جبرائیل امین نے آکر آپؐ کو سلام کیا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ دوسرے فرشتے بھی لایا ہوں ۔ اگر آپؐ حکم کریں تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا کر اہل طائف کو درمیان میں ایسا پیس دیا جائے جیسے چکی کے دو پاٹوں کے درمیان دانے پس جاتے ہیں ۔

مگر آپؐ نے فرمایا میں رحمتہ للعلمین بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔ یہ لوگ میرے مرتبے سے ناواقف ہیں ۔

جنگ احد میں قریش کے بدبخت عبداللہ بن قمیہ نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سرعت سے تلوار کا وار کیا آپؐ کے چہرے انور پر یہ وار پڑا ۔ کسی درجہ سے گھاؤ گہرا نہیں ہوا ۔ مگر چہرہ انور لہو لہان ہوگیا

اور آپ کا بازو بھی زخمی ہوگیا۔ اور دندان مبارک بھی اسی شہید ہوگئے۔ مگر اس وقت بھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دعائیہ الفاظ ہی نکلے تھے۔" اے خدا میری امت کو بخش دے میرا مرتبہ نہیں جانتے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے۔ حرم شریف میں اس وقت کفار مکہ کی ایک جماعت موجود تھی۔ عقبی بن ابی معیط نے ابو جہل کے کہنے پر اونٹ کی اوجھڑی سجدہ کی حالت میں آپ کی پشت مبارک پر رکھ دی۔ اور مشرکین زور زور سے ہنسنے لگے۔ کسی نے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو وہ فوراً دوڑتی ہوئی آئیں اور غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی آپ کی پشت مبارک سے اٹھا کر پھینک دی۔ اور وہ مشرکین کو بددعا دینے لگیں تو آپ نے فرمایا بیٹی صبر سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے یہ نہیں جانتے کہ ان کی بہتری کس چیز میں ہے

ابو لہب آپ کا چچا تھا۔ جب سے آپ نے تبلیغ دین شروع کی تو اسکی بیوی دونوں آپ کے جانی دشمن ہوگئے۔ ابو لہب نے کہنا شروع کیا۔ اے لوگو۔ معاذ اللہ۔ یہ دیوانہ ہے اسکی باتوں پر کان نہ دھرو۔ اور اسکی بیوی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی۔ تاکہ آپ کو چلنے کے وقت تکلیف ہو۔ کئی مرتبہ آپ کے تلوے مبارک میں

کانٹے چبھنے سے لہو لہان ہو گئے۔ مگر آپ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر آپؐ نے کبھی ان کو بد دعا نہیں دی۔

آپؐ کا وسیع قلبی کا یہ عالم تھا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے چچا کے قتل جیسی قبیح حرکت کرنے والی عورت ہندہ بنت عتبہ جس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور پیٹ مبارک چیر کر جگر نکالا اور دانتوں سے چبا کر تھوک دیا تھا اور پھیپھڑوں کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا تھا۔ جب وہ دونوں مسلمان ہوئے تو آپؐ نے ان دونوں کو معاف کر دیا۔

ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ مشرکین کے لئے بد دعا کریں تو آپ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا نہیں بلکہ رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپؐ نے کبھی غصہ نہیں فرمایا۔ آپؐ نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ اور کسی کو اپنے دامنِ رحمت سے دور نہیں کیا۔ ہر سائل کے لئے آپ مشفقین ہیں۔ آپؐ کے پاس ہر دل میں اترنے والی محبت ہے۔

آپ کی شفاقتوں اور رحمتوں نے وہ عظیم انقلاب برپا کیا کہ دیکھتے دیکھتے من مانیاں کرنے والے رضائے حق کے طالب ہو گئے۔ اور آپؐ کی رحمت نے کسی کو محروم اور مظلوم نہ رہنے دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کی شان رحمت

اپنے نکتۂ عروج پر تھی۔ وہ سرداران قریش جنہوں نے مسلمانوں کی زندگی عذاب بنا رکھی تھی۔ جن کے ہاتھوں معصوم مسلمانوں کے خون سے تر تھے۔ جن کے قلوب بغض و عداوت کی آماجگاہ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو گھروں سے نکالا تھا جن کے مظالم نے مسلمانوں پر زمین تنگ کر رکھی تھی جنہیں اس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک مسلمانوں کے چین کو برباد نہ کر دیں۔
جب وہی سرداران قریش رحمت دو عالم کے روبرو پیش کئے گئے تو اس وقت رحمت دو عالم نے فرمایا۔ اے اہل مکہ تمہارے خیال میں اب تم لوگوں سے کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ اہل مکہ نے کہا آپؐ کریم ہیں کریم کی اولاد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔
اللہ اللہ یہ سلوک ان لوگوں سے ہے جن کی بدسلوکی کی داستان سے دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت ہے۔ آپ نے فرمایا آج کا دن ہی تو سلوک کرنے کا ہے آپ نے سب کی تقصیریں معاف فرما دیں۔ سب کے لئے رحمت عام کر دی یوں لگتا تھا کہ جیسے مکہ ہی فتح نہیں ہوا بلکہ خلق محمدیؐ نے اہل مکہ کے قلوب کو فتح کر لیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتیں و شفقتیں وسیع ہیں۔ ان کامیابیوں کی بات نہیں بلکہ رب العالمین کی محبت و اطاعت آپؐ کے پیکر محبوبی میں نمایاں ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْم

شیخ ابو سعید قریشی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عظیم خداوند تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے اخلاق حلم میں جود و کرم درگذر معافی اور احسان ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے اخلاق ایک سو سے کچھ زیادہ ہیں۔ اور جس نے اللہ پاک کے کسی ایک خُلق کو اپنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ بس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بیشک آپ بھی اعلیٰ اخلاق حلم کے متصف ہیں۔ یعنی اَلْخُلُقُ مَعَ الْخَلْقِ وَالصِّدْقُ مَعَ الْحَقِّ مخلوق عالم کے ساتھ حلم و حسن و اخلاق اور اللہ سبحانہٗ کے ساتھ خلوص اور آپ کا خلق اس لئے عظیم ہے۔ اس میں مکارم اخلاق و حلم اور خصائل جلیلہ جمع ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْم۔ ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ پہلے یہودی تھے ایک مرتبہ کہنے لگا کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی علامتیں باقی نہیں رہیں کہ جس کو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ دیکھی ہو۔ بجز دو علامت کے جس کے تجربہ کی ابتک نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ کا حلم

اخلاق آپؐ کے غصے پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ آپؐ کے ساتھ کوئی جتنا
بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا اسی قدر آپؐ کا حلم تحمل زیادہ ہوگا۔ میں دونوں
مقصدوں کے امتحان لینے کا موقع تلاش کرتا رہا۔ اور آمدورفت بڑھاتا
رہا۔ ایک دن آپؐ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
آپ کے ساتھ تھے۔ ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ
میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے
تو تمہارا رزق فراخ ہو جائے گا اور اب یہ حالت ہے کہ قحط پڑ گیا ہے
مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ اسلام سے پھر نہ جائیں۔ اگر رائے مبارک ہو تو
آپؐ ان کی کچھ اعانت فرمائیں۔ حضور کریم نے ایک شخص کی طرف دیکھا جو
غالباً علی مرتضیٰ تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس وقت میرے پاس
کچھ نہیں ہے۔ زید جو اس وقت یہودی تھا اس منظر کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اور
کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپؐ فلاں شخص کے باغ کی اتنی
کھجوریں وقت معین پر مجھے دیدیں تو میں قیمت پیشگی دیدوں۔ اور وقت معین
پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور کریم نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ باغ کا تعین
نہ کرو تو معاملہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کھجوروں کی قیمت
اسی مثقال سونا دے دیا۔ آپؐ نے وہ سونا اس بدوی کو دیدیا۔ اور فرمایا
کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان لوگوں کی ضرورت پوری کرو۔

زید یہودی کہتا ہے کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے دو دن باقی رہ گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کرام کے ساتھ تھے جن میں ابوبکر رضؓ صدیق۔ و عمر فاروق رضؓ۔ اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ کسی اُمتی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر آئے اور ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا میں نے حضورؐ کے کُرتہ و چادر مبارک کے پلو کو پکڑ کر نہایت سختی اور ترش زبانی سے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہند ہو حضرت عمر رضؓ نے غصہ سے مجھے گھورا۔ اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر مجھے حضورؐ کا ڈر نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نرمی اور سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمر رضؓ سے فرمایا کہ عمر اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کر دو۔ تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صاع۔ تقریباً دو من کھجوریں زیادہ دیدینا۔ حضرت عمر رضؓ مجھکو لے گئے اور پورا مطالبہ بیس صاع کھجوریں زیادہ دیدیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضورؐ کا یہ حکم تھا۔ زید نے کہا عمر تم مجھکو پہچانتے ہو انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا میں زید بن شعنہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے۔

میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں انہوں نے فرمایا کہ تو اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ کیسا برتاؤ کیا۔ میں نے کہا علامت نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھکو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کا حلم آپ کے غصہ پر غالب ہو گا۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلیمی کو بڑھائیگا۔ اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا۔ اب میں تم کو اپنے مسلمان ہونے کا گواہ بناتا ہوں اور میرا آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا۔ اس کے بہت سے جہاد میں شریک ہوا اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس حلیم کریم جود سخا میں مکارم اخلاق محامد صفات اور انکی کثرت وقوت اور عظمت کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح و ثنا فرمائی ہے۔

بلاشبہ آپ بڑے ہی بردبار حلیم طبیعت اور بلند صاحب اخلاق ہیں۔
حضور کریم کے مکارم اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے حتیٰ کہ رات کے وقت آپ کے پاس ایک دم بھی باقی نہ رہتا تھا۔ اور جو کچھ بھی دن میں آتا شام تک سب تقسیم فرما دیتے تھے۔ مکارم اخلاق دس ہیں۔

(۱) سچ بولنا (۲) دنیا سے ناامید رکھنا (۳) پڑوسی بھوکا نہ ہوئے

(۴) سوال کرنے والے کو دینا (۵) احسانات کا بدلہ دینا (۶) امانت میں دیانت (۷) صلہ رحمی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا (۸) دوست کے حقوق ادا کرنا (۹) مہمان نوازی (۱۰) حیا کرنا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے۔ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن ادب سے گھرا ہوا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے خلافت کا دور تھا ایک بدوی نے آکر ایک مجمع عام میں بہت سخت اور تند ترش زبان سے حضرت امام علیہ السلام کو باتیں کہیں۔ آپ نے اس کو بڑی نرمی سے سمجھایا۔ مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ مجمع میں جو لوگ موجود تھے انہیں بہت غصہ آیا کہ اسکے جسم کے ٹکڑے کردیں۔ مگر آپ نے سب کو منع فرمایا۔ اور کہا اس کو کھانا کھلاؤ۔ اور عمدہ کپڑے پہناؤ۔ اس کے بعد آپنے اسکو نقد رقم بھی عنایت کی اور فرمایا بھائی خفا مت ہو۔ وہ بدو کھانا۔ کپڑا۔ اور نقد رقم لے کر چلا گیا۔ بعد پانچ دن پھر حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا بھائی مجھ سے اب بھی خفا ہو اس بات کو سن کر وہ بدو زار وقطار رونے لگا۔ اور عرض کی کہ نہ میں پہلے آپ سے خفا تھا نہ اب۔ البتہ آپکا امتحان مقصود تھا اور یہ دیکھنا تھا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے اثرات کس قدر آپ میں موجود ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ نبی کریم صلعم کے مکارم اخلاق کا نمونہ ہیں۔

سورۃ والضحیٰ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خاص خصوصیات جو حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت مبارک کے پیچھے اس طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں دیکھیں۔ آپ کا لعاب دھن نمکین پانی جیسا شیریں بنا ہوا تھا۔ اگر آپ اپنا لعاب دہن بچہ کو لگا دیتے تو اسکی بھوک ختم ہو جاتی پھر اس بچہ کو سارے دن دودھ بھی پینے کی حاجت نہ رہتی تھی۔ آپ کی بغل مبارک سفید شفاف رنگ پہ تھی۔ آپ کے پسینے مبارک سے مشک، عنبر، حنا کی خوشبو جیسی مہک آتی تھی۔ اور آپ کی آواز بلند تھی۔ دور دور سے سنائی دیتی تھی اور آنکھیں بند ہوتی تھیں مگر قلب اطہر بیدار رہتا تھا۔ لوگ سمجھتے سو رہے ہیں۔ مگر جاگ ہوتے۔ آپ کوچہ گلی سے گذرتے وہ جگہ معطر مہک جاتی تھی۔ اور وہاں ہوائیں خوشبو سے معطر ہوتی تھیں۔

آپ کا فضلہ۔ قضائے حاجت کا اثر کبھی کسی نے زمین پر نہیں دیکھ

زمین پھٹ کر نکل جاتی تھی ۔ اور اس زمین پر خوشبو کی مہک ہوتی تھی۔ آپ پیدائشی ختنہ شدہ تھے ۔ آپ کی ناف بُریدہ پاک صاف تھی کسی قسم کی نہ کوئی نجاست تھی نہ جسم مبارک پر میل وغیرہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے نہلا دھلا یا ہے اور خوشبو عنا لگایا ہے آپ جب زمیں پر تشریف لائے سجدہ کرتے ہوئے اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے ۔ آپ کی ولادت کے وقت سارا جہاں روشن ، منور اور معطر ہو گیا تھا جیسے سورج نکلتا ہے اتنی ہی روشنی پھیلی کہ سارا مکہ مدینہ ، شام اور قیصر و کسریٰ تک نظر آنے لگا۔

یہ آپ کی ولادت عظیمہ کا کرشمہ تھا فضائیں معطر ، ہوائیں منزہ ، ایک نور ہی نور تھا۔ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ہ معنے ۔ قسم چڑھتے روز روشن کی اور رات کی تاریک سجاوٹ کی ۔ جبکہ آفتاب کی سلطنت کا عروج ہوتا ہے اور جہانِ عالم اس کی روشنی سے منور ہو جاتے ہیں ۔ جبکہ رات کی تاریکیوں میں کوئی چیز چھپی ہوئی نظر نہیں آسکتی ہے۔ یہ مثال نور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ جو قلب محمدی میں جلوہ گر ہے۔ اور سے مراد اس تاریک انسان کی مثال ہے کہ نفوس وارواح پر طاری ہو جاتی ہے ۔ نور اللہ قلوبنا بنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ آپ کا چہرہ زیبا تفسیر قرآن مصفا منور اور لیل موئے مبارک اور زلفیں آنحضرت کا

ظاہر حالات ہم سب پر روشن عیاں ہیں۔ اور دلیل آپ صلعم کے اسرار روحانیت جسکو بجز عالم الغیوب کے سوا اور کسی کو نہیں معلوم ہو سکتے۔ آپ صلعم کی والدہ ماجدہ آمنہ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں۔ آپ صلعم کے پیدائش کے وقت مثل چاند کے ایک نور میرے سامنے ظاہر ہوا میں نے اسکی روشنی میں ملک شام کے محلات دیکھے تھے۔ جب پیدا ہو گئے تو میں نے آپ کو گہوارہ میں ڈالا تو میں نے دیکھا فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے۔ اور آپ اکثر چاند کی طرف اشارہ فرماتے چاند آپ کے قریب ہو جاتا۔ اور اس سے آپ صلعم باتیں کرتے تھے۔ گرمیوں کے موسم میں آپ پر ابر کا سایہ رہتا تھا۔ اگر کسی درخت کے سائیہ میں بیٹھتے تھے تو درخت مائل گفتگو ہو جاتا۔ اور میں نے آپ کے جسم کا سائیہ زمین پر پڑتے نہیں دیکھا۔ آپ کے جسم پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور جب کبھی سفر میں سواری کرتے اونٹ ہوتا یا گھوڑا پیشاب وغیرہ نہیں کرتا تھا۔

خداوند قدوس نے عالم ارواح میں سب سے پہلے نور ظہور محمدی پیدا کیا۔ اور اس کے بعد جملہ ارواح پیدا کیں۔ پھر ان کو کہا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سب سے پہلے آپ کی روح مقدس نے اور انبیاء علیہ السلام وصالحین ومومنین سے قبل قَالُوْا بَلٰی کہا سورۃ نجم = وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا

وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝
اس پیارے چمکتے تارے محمدؐ کی قسم جب یہ معراج سے اترے
تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔
وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں
والے طاقت ور نے فَاسْتَوٰی پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا وَھُوَ بِالْاُ
فُقِ الْاَعْلٰی اور وہ آسمان بریں سب سے بلند کنارے پہ تھا۔
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا۔ حضور
کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوق سماوات پہ پہنچے تو تجلّی ربّانی آپ کی طرف
متوجہ ہوئی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تو اس جلوے اور
اس محبوب میں دو ہاتھ کا فیصلہ فیصلہ رہا۔ بلکہ اس سے بھی کم۔
رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَبِقَلْبِیْ اپنے رب کو اپنی آنکھوں والے دل سے
دیکھا۔ سید عالمؐ نے شب معراج عجائب ملک و ملکوت ملاحظہ فرمایا
اور آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پہ محیط ہو گیا۔ یہ خصوصیات
صرف آپ کی ذات اقدس تک مخصوص ہیں۔

جبرائیل امین کو شب معراج میں اصلی صورت میں دیکھا۔ سدرۃ
ایک درخت ہے ساتویں آسمان پہ ہے۔ اور منتہٰی جہاں تک بلند کا
کی انتہا ہے کیونکہ اوپر عرش الرحمٰن ہے۔ اور سدرۃ کو ڈھانک

رکھا ہے - اور وہاں سے جنت الماوی ہے - مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغیٰ
جہاں پر آپ صلى الله عليه وسلم کی آنکھ نے خطا نہیں کی تھی دراصل کچھ اور تھا جو نظر
آیا۔ رَبِّ اَکْبَر ا تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُفق اعلیٰ یعنی آسمانوں سے اوپر استویٰ فرمایا -
اور جبرائیل سدرۃ پر رک گئے - اور عرض کیا آگے نہیں جا سکتا کیونکہ
انوار تجلیات جلال سے جل جاؤں گا - اور سرکار عالم آگے تشریف
لے گئے - حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے حضور انور کی حکومت آسمانوں
پر بھی ہے۔ شق القمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونا - اس طرح لاکھوں
معجزے ہوئے ہیں - آپ کی سعادت عظمت کا ظہور آخرت کے
دن بھی ہو گا - مرنے کے بعد بھی آپ کے بارے میں پوچھا جائے گا
قیامت کے دن سب سے پہلے آپ صلى الله عليه وسلم روضۂ اقدس سے باہر تشریف
لائیں گے - اور آپ کے استقبال کے لئے جبرائیل - میکائیل ستر ہزار
فرشتوں کے ساتھ ہوں گے - آپ کی سواری کے لئے براق ہو گی اس پر
سوار ہو کر میدان حشر میں مقام محمود پر کھڑے ہوں گے - آپ کے دست مبارک
میں حمد کا جھنڈا ہو گا - سر پر شفاعت کا تاج پہنے ہوں گے - اور
اولاد آدم، انبیاء علیہ السلام اصحاب کرام اہل بیت اولیا کرام

آخر دنیا و دین کی تمام امتیں آپ کے پیچھے کھڑی ہوں گی۔ سب سے رب العزت اپنا دیدار کرائے گا۔ پھر حکم ہو گا۔ کہ نظریں نیچی کریں۔ کیونکہ حضرت بی بی خدیجتہ الکبریٰ رضؓ، فاطمہ زہرہؓ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ۔ اور اہل بیت کی بی بیاں گذریں گیں۔ اور ان کے ساتھ ماں حوّا۔ سعیدہ۔ یوحائیذہ بی بی مریم اور بہت سی مومن عورتیں ہوں گی۔ اس لئے خاص حکم ہو گا انکو کوئی نہ دیکھے۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے مومنین عورتوں کی جن کے لئے حکم سب پہ ہو گا پھر سرکار کائنات احمد مختار شفاء محشر تاج شفاعت پہنے ہوئے مقام محمود پہ کھڑے ہوں گے۔ اور اپنے مجھ جیسے روسیاہ گنہگاروں کی شفاعت فرمادیں گے۔ اور تشنگی محشر کو حوض کوثر کے پانی سے بجھائیں گے آقا کریم میں بھی آپ کے گرد و غبار کے قربان جاؤں محرومی سے بچانے گا۔ امتی تو ہوں بر کہلاتا ہوں۔ پر آپ کا ہوں۔

دیوانہ آپ کا گرفتار مصائب ہے
دہائی شافع محشر آغشتی یارسول اللہ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دھلوی

تفسیر عزیزی

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ۔

اس میں اس بات کی تشریح کی گئی ہے کہ وہ لوگ بانصیب ہیں
اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے زمانے میں آپ اور آپ کے جانشین
اور متعین ہیں۔ اس لئے اس سورۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا جملہ فنون حکمت سے فیضیاب ہونا بیان کیا ہے۔ اور آپ کا فیض عام
دینی و دنیاوی علمی روحانی تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ تفسیر کبیر
شرح و لبسط سے نقل ہے لیکن اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ حوض کوثر ہے۔ قیامت کے دن جب سورج سوا نیزے پر
ہوگا سخت گرمی ہوگی لوگ پیاس سے بیقرار ہوں گے۔ اور نہ پانی ہوگا اور
نہ کوئی سایہ صرف ایک لخت میدان ہوگا۔ نہ ہی سبزہ ہوگا نہ کوئی
اسباب ہوں گے۔ زمین سرخ مثل تانبہ کی ہوگی۔ اور مخلوق عالم گرمی
سے تڑپتے ہوں گے۔ العطش العطش پکارتے پھریں گے کوئی بھی

سہارا دینے والا نہ ہوگا۔ اس وقت ایک سہارا ملیگا۔ وہ آقائے نامدار رحمت اللعلمین شفیع المذنبین احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا۔
کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے حضور اکرمؐ حوضِ کوثر عطا فرمائیگا۔ اس حوض کا پانی دودھ سے زیادہ شیریں ٹھنڈا ہوگا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ جو ایک بار پی لے گا اسے دوبارہ پانی پینے کی حاجت نہ ہوگی۔ نہ پیاس لگے گی۔ حضور رحمت عالم کے ساتھ امام حسن، حسین علیہ السلام اہل بیت وصحابہ کرام وصالحین ومومنین بھی تقسیم کرنے والے ہوں گے۔ تمام اولین وآخرین کے لوگ پیاس بجھانے دوڑے چلے آئیں گے۔ جو لوگ صالح ہوں گے وہ شربت کوثر پی لیں گے اور ظالم شقی منافق وکافر محروم رہیں گے۔
اَللّٰھُمَّ اِسْقِنَا مِنْ حَوْضِہٖ یہ حوض کوثر ایسا سِر ہے جو کج فہم بد عقلوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اصل میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج کی رات میں جنت کی نہر عطا کی گئی ہے۔ یہ عطا خاص احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ اس سے قبل کسی پیغمبر کو یہ عطا نہیں ہوئی۔ اور اس پر کسی کا حق نہ ہوگا۔ صرف آپ ہی اس کے خود مختار ہوں گے۔ آپ ہی کے طفیل سے لوگوں کو تقسیم ہوگا۔ جس نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص اخلاص ومحبت کا اظہار اپنے عمل اور عقیدے کے ساتھ کیا وہی اس پانی

کے پینے کا حقدار ہوگا۔ اور وہ شخص اس سعادت سے محروم رہے گا
جو منافق ہوگا یا کافر ہوگا۔ اور رب العزت کی بارگاہ سے بھی محروم
رہے گا۔ نہیں ہوتا۔ اس لئے صدہا جوگی راہبوں نے
تمام عمر ریاضت شاقہ کی تھی اور نہ انہیں فتوحات کے دروازے کھلے
نہ معرفت الہٰی ملی۔ جب تک ایمان نہیں لائے وہ محروم رہے۔
جب ایمان لائے تو ان کو معرفت محمدی سے نوازا گیا۔ اور پھر فرمایا
ہم نے تجھے حوض کوثر عطا کیا یہ تبلا دینا۔ ان بدنصیبوں کو کہ جنکا ذکر
سورۃ ماعون میں کیا گیا ہے۔ اور آپؐ اپنی خودمختاری کے ساتھ فیاضانہ
طریقوں سے لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ جو آپؐ سے نفرت کرے
بغض رکھے۔ کینہ رکھے دشمنی کرے۔ وہ اصل میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ
دشمنی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کا دنیا میں نہ کوئی نشان باقی رہتا ہے نہ کوئی
اسکا نام اچھے ناموں سے یاد کرتا ہے نہ ان کی قبروں کا نشان باقی ہے
مرے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ آخری صدی کے بارے میں جو کچھ حضور
اکرم نے فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اس دور کے علماء سو کا دور دورہ
ہے۔ علماء حق مشکل سے ملتے ہیں۔ اکثر علماء جو اپنے آپ کو عالم باعمل
کہتے ہیں وہ گستاخ رسول بنے۔ اور کسی نے دعویٰ پیغمبری کا کیا۔ کسی نے
اپنا ہم عصر انسان بتایا۔ انکی آخری عمر خراب اور لعنتی ہوگئیں۔

بلکہ شکلیں تبدیل ہو گئیں۔

اِنَّا شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ جو علماء کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ رہے۔ اور آپ ؐ کے نقش قدم پر چلے اور تبلیغ دین میں زندگی ختم کی آج ان کے مزاروں پر مخلوق کا ہجوم رہتا ہے یہ زندہ مثال ہے اور ان کے مزاروں پر قرآن شریف کی تلاوت ذکر اللہ جاری ہے۔ اور درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں نے دین محمدی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا۔ (تفسیر حقانی)

انگوٹھا چومنا:۔

امام ابو طالب مکی نے قوت قلوب میں تحریر کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ نے اذان دی جب نام محمد رسول اللہ کہا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگائے۔ اور ساتھ فرمایا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يارسول الحدیث تفسیر روح البیان ص ۲۲۹/۷ حضور کریم نے فرمایا ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشد کی سنت کو لازم پکڑو۔ موضوعات کبیر ص۶۴ مسلک اہل سنت کے لئے ضروری ہے۔

آداب رسالت:۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا

وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ہ

ترجمہ :- اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم محترم آقا ہم پر نظر فرمائیں - اور پہلے ہی بہ غور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے پ ۱ ع ۱۳ -

یہودی جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے شرارت سے ہجو کی طرح راعنا کہکر پکارتے تھے - اس لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے لئے مسلمانوں کو اس قسم کی حرکات سے منع فرمایا ہے - بلکہ یہ حکم صادر کیا - جب تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا کرو تو بہت ہی ادب اخلاص، انکساری کے ساتھ شیریں زبان میں پکارا کرو - اس طرح باادب ہوکر عرض کرو - اے میرے پیارے آقا میری طرف نظر فرمائیں - جب آپ کوئی باتیں کریں تو اسے غور سے سنو اور اس پر عمل کرو - یہود و نصاریٰ جیسی حرکتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ تاکہ تم فلاح پاؤ - یا ایھا الذین آمنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول -

اے ایمان والو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو - کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے بات کہنا بہت بے ادبی اور گستاخی ہے -

کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝

(سورۃ حجرات) جیساکہ تم لوگ آپس میں بیٹھ کر زور زور سے آوازوں میں

باتیں کرتے رہتے ہو اس طرح تمہاری ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب حدیث نبوی پڑھا کرو یا

سنو۔ بڑے باادب ہو کر پڑھو اور سنو۔ اور یہ سمجھو کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سامنے موجود ہیں۔ لا تجعلوا دعآء الرسول بینکم لدعا

بعضکم بعضا ۝ (سورۃ فرقان) ع ۱۵

جیساکہ تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارا کرو۔ بلکہ بڑے ادب اور شیریں زبان عاجزی

کے ساتھ پکارا کرو۔ کیونکہ یہی ادب واحترام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

مخصوص ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرمؐ کو ان ناموں سے

آواز دو۔ یا نبیؐ اللہ۔ یا رسول اللہ صؐ۔ یا حبیب اللہ صؐ

علماء اماہین۔ محدثین۔ اولیائے کرام کی مجلس میں حاضر ہونے کے لئے

اجازت طلب کرو۔ اور اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا چاہیئے (مدارک)

(سورۃ نور) فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من

عند اللہ مبرکۃ طیبۃ ۝ جب کسی کے گھر جاؤ تو پہلے السلام علیکم

کہو۔ اور آپس میں ملتے جلتے وقت السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اور جواب

واعلیکم السلام ورحمتہ اللہ کہو۔ یہ اچھی دعا اللہ کی طرف سے بتائی گئی ہے تاکہ مسلمانوں پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

حضرت مولینا قاری علی رحمتہ اللہ علیہ شرح شفاء میں لکھا ہے کہ خالی مکان مسلمان کے۔ یا مسجد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر السلام علیکم ورحمتہ اللہ عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا مکان یا مسجد میں سرکار کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح مقدسہ جلوہ افروز ہوتی ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید معہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔ مگر وہ اپنی خلافت اور اقتدار کی وجہ سے زور زور سے باتیں کرنے کا عادی ہو چکا تھا یہ حرکت روضۂ اقدس پر بھی اس سے سرزد ہوئی۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو خلیفہ کی اس لاپرواہی پر سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ نے تاکیداً غصہ کی حالت میں کہا۔ اے امیر المومنین اس وقت ہم لوگ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہیں یہاں پر ہزاروں فرشتے اور ملائکہ جبرائیل علیہ السلام اور اولیاء اکرام درود وسلام کے لئے باادب حاضری دیتے رہتے ہیں۔ یہاں پر معمولی سی بھی بے ادبی بڑی گستاخی میں شمار ہو سکتی ہے اور یہ اللہ جل شانہ برداشت نہیں کریں گے۔ امام مالک نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے کہ آپؐ کے سامنے نہ اونچی آواز سے باتیں کرو اور نہ کوئی بے ادبی کرو۔ تاکہ اس گستاخی کیوجہ سے تمہارے نیک اعمال ضائع نہ ہوجائیں۔ اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوات النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۃ

جب یہ آیات خلیفہ ہارون الرشید نے سنی تو اس پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اور خاموشی اختیار کی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب طبیعت ٹھیک ہوئی تو عاجزی سے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو دست بستہ ہوکر عرض کیا امام صاحب میں خانہ کعبہ کی طرف مونھہ کر کے دعا کروں یا روضۂ اقدس کس طرف مونہہ کر کے دعا کروں۔ تو آپ نے برجستہ جواب میں فرمایا۔ کَیفَ تُوَلِّیِ عَنہُ وَھُوَ اَدَسِیلَتَکَ وَسِیلَۃُ اَبَیکَ آدمؑ۔ اے ہارون رشید بوقت دعا تو کس طرح حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چہرہ کو پھیرلے گا۔ کیونکہ حضور رحمت اللعلمین صرف تیرے لئے نہیں بلکہ بابا آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء اولیاء صالحین مومنین ومسلمین کے لئے بھی وسیلہ ہیں۔ اس لئے تو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مونہہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفیع عالم بنایا ہے۔ امید ہے بارگاہ رب العزت میں تیری دعا قبول ہو۔ اے ہارون الرشید کیا تم کو اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد نہیں۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝

اگر تم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لو! اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ تمہارے دربار میں حاضر ہو جائیں پھر مجھ سے توبہ کریں اور تمہاری شفاعت مغفرت کرائیں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔ پھر میں ان پر رحم وکرم فرماؤں گا۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق خلیفہ ہارون رشید نے روضۂ اطہر کی طرف منہ کر کے عاجزی کے ساتھ بہت دیر تک رب العزت کی بارگاہ میں دعا مانگتا رہا۔ اور امام مالک صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی دعا فرمائی۔ (وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۷۶) حسن ادب اور ایمان و ایقان کی جان احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی گرامی سے محبت وعقیدت اور آپ کی تعلیم وتوقیر ہے۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ کے کے الفاظ محبت وعقیدت رسول کو، عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔ لیکن قرآن کریم میں تعظیم توقیر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر عارفہ عبادت سے پہلے ہے

سورۃ فتح میں فرمایا ہے۔ اے ایمان والو تم اللہ سبحانہٗ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور درود وسلام کے ساتھ تعظیم و تکریم کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پاکی صبح و شام بیان کیا کرو۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آمنت باللہ وملائکتہ ورسولہ۔ ایمان لایا اللہ پر اور رسول کریمؐ پر یہ حکم خداوندی ہے۔ جو قرآن نے فرمایا۔ ایمان اس پر مکمل ہوتا ہے جب تم لوگ اللہ رسول صلعم پر دنیاوی اور جان و مال آل اولاد سے زیادہ عزیز بناؤ گے ورنہ منافقانہ رویہ ہوگا۔ اگر ایمان مکمل کرنا ہے تو صحابہ کرام و تبعہ تابعین کی زندگی اپناؤ۔ حضور اکرمؐ سے اتنا عشق کرو کہ مسلمان سے مومن بن جاؤ۔ حدیث شریف میں ہے کہ تم میں وہ لوگ کبھی مومن مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک تم لوگ اپنی جان و مال اولاد و عیال سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرو! اس لئے صحابہ کرامؓ کی زندگی کو دیکھو کہ انہوں نے اپنے بھائی بہن۔ ماں باپ۔ اولاد قبائل اور مال و دولت کو حضور اکرمؐ پر قربان کیا۔ حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی قربان کردی تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح معانوں میں عشق صحابہ کرام علیہا جمعین ہی کو تھا۔

با خدا دیوانہ باش   با محمد ہوشیار باش

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرش پر اُنکی سیادت کا سکہ جاری ہے   رفعت عرش پہ اڑتا ہے قیادت کا علم

روضۂ اطہر و پرنور پہ پڑھنے کو درود سلام

آسمانوں سے اترتے ہیں فرشتوں کے ہجوم پیہم

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ اور ہم نے اپنے نام کے ساتھ تمہارا ذکر بلند کیا۔ اے عزیز! غور کرو شان محبوب باذن اللہ تعالیٰ کے ساتھ پنج وقت کی آذانوں میں! اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ سے ذکر کیا۔ اور پھر نمازوں میں بمعہ کلمہ طیبہ اور تحیات میں درود شریف پڑھایا۔ اور خطبہ عیدین وجمعہ شام وسحر آپ کا ذکر جاری رکھا گیا۔ درود و اسلام علیکم کو فرض کیا اور کلمہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزء ایمان بنایا۔ اور آپ کے ذکر کو اتنا بلند کیا کہ فرشتے انسان۔ جنات عرش کرسی لوح وقلم سے لے کر تحت سرارض میں شجر، حجر، چرند پرند سب صبح وشام ذکر خیر کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

خود بھی ذکر محمدی کرتا ہے۔

جس وقت اللہ قیامت قائم کرے گا تو اس وقت لِلّٰہِ واحدٌ قہّار۔ کہیگا۔ اور جلال میں آکر خود ہی سوال کرے گا۔ کہاں گئیں تمہاری بادشاہتیں۔ کہاں گئیں تمہاری حکومتیں۔ کہاں گئی تمہاری دولت عظمت، اقتدار، اب تمہارا تکبّر کیا ہوا؟ تمہارے محلات سیاہ کیا ہوئے؟ عرض شان جلالی میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ لا تقنطوا من رحمت اللہ پھر کہے گا وما ارسلنٰک الا رحمت اللعالمین۔ اس کے بعد شان جمالی ظاہر کرے گا۔ اور درود شریف پڑھے گا۔ اللّٰھم صلی علی محمد و آ علیٰ آل محمد کما صلّیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمیدٌ مجید و بارک وسلم۔ یہ ذکر محبوبی فرمائیگا۔ اسی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے جمیع کائنات بنائی اول نور کو خوب دیکھا۔ اور عاشق ہو گیا۔ اور اس کے ظاہر کرنے لئے نور محمد سے مادہ پیدا کیا۔ اول لوح قلم کرسی عرش آسمان زمین فرشتے ستارے چاند سورج ہوا آگ پانی مٹی بنائے بعد شجر حجر پیدا گئے اس کے بعد جنات وانسان پیدا کئے۔ یہ سب کرشمہ عالم عشق محمد سے کئے اپنے محبوب کے لئے دن رات پیدا کیا۔ اور ان کی آمد کی خبر دینے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے صحیفے اور کتابیں بھیجی جس میں اپنے

محبوب ﷺ کے خصائل شمائل درج کیئے تھے۔ تاکہ اولاد آدم باخبر ہو جائیں۔ اور آپ ﷺ کا ذکر اتنا بلند کیا قبر میں منکر نکیر بھی ہر مرنے والے سے ذکر کریں گے۔ اور آپ ﷺ کی تصویر بتا کر بھی پوچھیں گے یہ کون صاحب ہیں۔ اسی طرح روز محشر میں جبکہ تمام مخلوقات عالم اکٹھا ہوگی اس وقت بھی محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم لواء کا جھنڈا لیئے مقام محمود پر اللہ کے حکم سے جلوہ افروز ہوں گے۔ تمام انبیاء کرام تمام ملائیک و فرشتے۔ صالحین۔ مومنین۔ وعاشقین رسول صلعم اور شہدائے کرام آپ ﷺ کے پاس صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت اللہ جل شانہٗ اپنی قدرت کاملہ سے حوض کوثر ظاہر کرے گا۔ اور شفاعت کے اختیار کل احمد مختار کو عطا کریگا۔ اور فرمائیگا جسکی تم شفاعت کروگے اس کو میں بخش دوں گا۔ بلکہ انعام واکرام سے بھی نوازوں گا۔ آپ ﷺ پھر شفاعت کے لیئے دعا فرمئیں گے۔ ملائکہ وصالحین مومنین۔ اصحاب کرام انبیاء۔ شہداء رضوان اللہ تعالیٰ آمین کہیں گیں۔ محبوبی دعا قبول ہوگی۔ بعد آب کوثر تقسیم ہوگا۔ شہد جیسا میٹھا اور برف جیسا ٹھنڈا شربت ہوگا جس وقت لوگ پیئیے گے محشر کی تپش کی آگ ٹھنڈی ہو جائیگی۔ یہی شان محبوبی جمال کا عجیب منظر ہوگا۔ سب ملکر کہیں گے مرحبا سیدی مولائی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ عظمت والی شان اور کل اختیار سید مرسل احمد مختار کو عطا ہوں گی۔ اور کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا۔

سار ی مخلوق بنائی گئی آپ ﷺ کی خاطر
کون شئے ہے جس پہ نہیں میرے آقا کا کرم

دربار رسالت مآب رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بادشاہ۔ حاکم۔ نواب، امیر و غریب۔ گدا و فقیر۔ قاضی وکیل کاشتکار دستکار۔ حکیم ڈاکٹر، استاد سائنس دان۔ سپاہ، مولوی۔ زاہد عابد۔ فلسفی۔ صنعتکار۔ تجار۔ جنرل۔ صدر۔ غازی۔ شہداء صالحین۔ مومنین۔ توحید پرست۔ آقا و غلام غرض کہ جس انسان نے بھی صدق دل سے کلمہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہ سب لوگ اللہ کے حبیب ﷺ کے خادم اور غلام ہیں۔ یہاں تک کہ جن اور ملائکہ بھی۔

بجانب حق خلق کے حاکم ہیں محمد ﷺ

ہر شعبۂ کونین کے ناظم ہیں محمد ﷺ

ورفعنا لک ذکرک

دربار عالیہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک دربار آپ صلعم کا مسجد نبوی میں لگا کرتا تھا - اللہ اللہ کیا شان تھی آپ صلعم
کے اُس دربار کی جہاں آپ کے جاں نثاروں غم گساروں کا ہر وقت
مجمع لگا رہتا - دور دور سے ایمان کے متلاشی فیض رسالت حاصل
کرتے آتے - اور اپنی حصول ایمان اور ہدایت کی مرادوں سے بھر جاتے
کیا شان تھی آپ صلعم کی ان صحابہ کرام ابوبکر رض - عمر رض - عثمان غنی رض علی رض
رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کی تشریف فرما ہوتے - اللہ کی رحمت کے فرشتے چاروں
طرف سے حلقہ کئے ہوتے ایسے میں کہیں سے مال غنیمت آتا آپ صلعم حکم فرماتے
اور تمام اساثہ اسی وقت شہر کے غریبوں مسکینوں اور یتیموں و بیواؤں میں
تقسیم کر دیا جاتا - آپ صلعم اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھتے یہی حال آپ کے جاں نثاروں
کا تھا - شان بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ آپ صلعم پہ ساری عمر زکات ساقط رہی
ایک اور دربار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روز محشر میں ہوگا
جب تمام مخلوق کا حساب کتاب ہو جائے گا آپ صلعم مقام محمود پہ
موجود ہوں گے ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیا علیہ السلام بھی موجود

ہوں گے - مگر کسی کی مجال نہیں کہ اللہ سے کوئی بھی اپنی امت کی شفارش کر سکے یہ مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے صرف حضور انورؐ کو ہی دیا ہے اس دربار عالی شان میں اللہ کے حبیبؐ حمد و ثنا پڑھیں گے اس کے بعد آپؐ فوراً سجدہ ریز ہو جائیں گے - اور اللہ تعالیٰ سے تمام امت مرحومہ کی شفاعت کے لئے دعا کریں گے - جیسا کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رحمت اللعٰلمین بنا کر بھیجا - تو آپؐ دنیا میں بھی رحمت اور آخرت میں بھی رحمت ہی کا پیکر ہوں گے - آپؐ کی رحمت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ کوئی بھی امتی بخشش سے محروم نہ رہ سکے -

جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اللہ کی رحمت بھی جوش میں آئے گی حکم ہوگا اے میرے حبیبؐ مانگو کیا مانگتے ہو - آپؐ کی بس یہی تمنا ہوگی اے اللہ اس امت کو بخش دیجئے اور انشا اللہ امت کے لئے بخشش کے دروازے فوراً کھول دیئے جائیں گے -

یہ ہوگی شان دربار رسالت مآب صلعم کی -

اس کے بعد جب تمام مومن و مسلمان آدم علیہ السلام تا حضور اکرم صلعم جنت میں حسب مراتب داخل ہو جائیں گے - تو جو دربار رسالت وہاں لگے گا اس کے بارے میں کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے انسان کا قلم عاجز ہے - کہ اس دربار کی کیا شان ہوگی - جنت کے کس حصہ میں

یہ دربار لگے - بہر حال یہ بات ظاہر ہے - اور قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے حبیب صلعم کی رفاقت اختیار کی - اور آپ صلعم کی غلامی میں سب کچھ قربان کیا اور رہتی دنیا تک حضور علیہ السلام کے سچے عاشق باعمل رہے اور آپ کے فیض عام سے سرشار ہوئے ضرور بضرور آپ کے ساتھ اردگرد جنت الفردوس کے دربار میں ہونگے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں !

اور ہمارا قلم ایسے خوشنصیبوں کے نام کی فہرست مرتب کرنے سے قاصر ہے - بہر حال یہ بات ضرور کہی جاسکتی ہے کہ دنیا میں زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والا باایمان اور بیج عشق رسول صلعم رکھنے والا انسان آپ صلعم کے فیض سے کبھی محروم نہیں رہے گا -

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب خواجہ معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور محمد رسول اللہ احمد مختار کل کائنات ہیں - آپ کے وجود اقدس کے توسل سے فیضان ہوتے ہیں کیونکہ آپ کا وجود اقدس جمیع عالم کا مرکز ہے - اور جمیع عالم سب آپ کے محتاج ہیں اور سارے جہاں کو آپ کی ذات اقدس کے توسل سے فیض ہوتا ہے - اگرچہ اللہ تعالیٰ واحد ذات ہے لیکن افاضیہ آپکا توسل اور وسیلہ سے ہر کام احسن طریقہ سے انجام پاتے ہیں -

اور شب و روز کافہ مخلوقات عالم دربار رسالت مآب کے جمال سے منور منزہ ہوتے ہیں۔ اور تقسیم انعام واکرام سے فائز ہوتے ہیں۔ اسی لئے آپ کی ذات مقدس کو جان عالم رحمت للعلمین کہا گیا۔

۔ تذکرہ مشائخ نقشبندی ص ۲۵۳

ظہورِ خلق صلعم

ایک پادری کی نظر میں

معروف مورخ اسلام و مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ
علیہ البدایہ والنہایہ میں حیات النبیؐ کو ابداقرار و شافع روز شمار
تحتہ الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل الخلق ہونے پر ایک ایمان افروز
تاریخی دستاویز پیش کی ہے۔ بصریٰ کے سالانہ تجارتی منڈی کے میلے
کا واقعہ تحریر کیا ہے۔ حضورؐ کا ظہور ہو گیا تو کچھ مدت کے بعد بصریٰ
کے میلہ میں جو مکمل اپنے عروج پر تھا۔ اور عالم دنیا کے تجارتی لوگ اپنا مال
لیکر فروخت کرنے میلہ میں پہنچ گئے تھے۔ اور سب لوگ خرید و فروخت
میں مصروف تھے۔ اسی میلہ میں ایک گرجا کا پادری جو باعمر بارعب دار
خوبصورت حسین پیشانی چمکدار آنکھوں والا ایک جگہ بلند آواز سے
مخاطب ہو کر بول رہا تھا۔ اے لوگو تم میں کوئی اہل حرم مکہ بھی موجود
ہے اس آواز کو تمام میلے والوں نے سنی۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ
رضی اللہ عنہ نے سن کر فوراً دوڑتے ہوئے پادری کے قریب پہنچکر پوچھا
اس اعلان کی وضاحت کرو۔ پادری صاحب نے سب سے پہلے

آپ کا نام اور ادر بہت علوم کیا اور پھر پوچھا تم حرمی ہو۔ آپ نے جواب دیا ہاں میں حرم مکہ کا رہنے والا ہوں۔ پھر پادری صاحب نے سوال کیا کہ اَوّلُ الخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اپنے دین اسلام کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا اول الخلق ہونے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ پادری صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا وہ مبداءِ کائنات اول الحق رحمت اللعٰلمین محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں آخری نبی اور رسول شافع محشر بنایا ہے۔ یہ مہینہ ان کی رسالت کے ظہور ہونے کا ہے حرمین شریفین ان کا مخرج اور مدینہ منورہ ان کی ہجرت ہو گی وہ تمام جہاں کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ تاج طٰہٰ یٰسین سر پہ سجائے ہوئے مزمل مدثر کا دوشالہ اوڑھے اور اھدنا الصراط کا عصاءِ شریعت ابدی کا روشن قرآن چراغ قاب قوسین او ادنیٰ کی منزلیں طے کرتا ہوا غار ان کی چوٹی سے یہ آفتاب نورانی ظاہر ہو گا۔ اس کی برکتوں سے حرمین شریف میں ہر سال ایک عظیم الشان میلہ ہو گا جو تا قیامت حمد و ثنا سے لگا کرے گا۔ یہ ملک شاداب سبزہ زار بن جائے گا اور مشرق و مغرب شمال و جنوب عاشقانِ دین محمدی کے حاضری دیا کریں گے۔

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضور ؐ کا
نور انکی پشت مبارک میں رکھا۔ وہ اتنا چمکدار تھا کہ پشت سینہ اور
پیشانی سے اس کی روشنی بھی باہر نکلتی تھی۔ جیسے ایک چمکدار ستارہ
روشنی دیتا ہے۔ جیسا کہ (زرقانی شریف میں لکھا ہے) کہ آدم علیہ السلام
نے اپنے پیچھے فرشتوں کو کھڑے دیکھا تو خداوند تعالیٰ سے عرض کی کہ یہ
فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں۔ ندا آئی کہ تیرے پشت میں میرے
محبوب پاک کا نور ہے۔ آپ نے پھر عرض کی کہ مجھکو بھی اسکی زیارت
کا شرف بخشا جائے۔ پھر آدم علیہ السلام کو اپنے انگوٹھے میں نور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم جلوہ گر نظر آیا۔ تو آپ نے انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگا کر
پھر منہ سے چوما۔ اس لئے مستحب ہے۔ جب بھی کوئی اسم محمد ؐ دیکھے
یا سنے۔ انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ تاکہ بابا آدم علیہ
السلام کی سنت ادا ہو جائے۔

جیسے کہ حج کے وقت حضرت بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہ کی سنت صفا مروہ

میں دوڑ کر ادا کرتے ہو۔

نورِ محمدی آدم علیہ السلام سے منتقل ہوا حضرت عبد اللہ تک پہنچا (زرقانی شریف) لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَۃِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ ۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک نسلوں سے منتقل کیا اور پاک رحموں سے منتقل کیا ہے یہاں تک مجھے پتہ چلا ہے کہ جتنے بھی باپ دادا آخر نسب تک کوئی مشرک نہ تھے۔ جہاں قرآن کریم۔ اَبٌ کا لفظ آذر پر بولا گیا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام کے چچا پر۔ وہاں جان لینا چاہیے کہ لفظ اَبٌ عربی زبان میں مشرک کے معنی میں ہے۔ باپ دادا پر بھی اور چچا پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ۝ یہاں بھی اَبٌ کا لفظ باپ چچا۔ دادا پر بولا گیا ہے حضرت ابراہیم کے باپ تارخ تھے جیسا کہ تفسیر صاوی وغیرہ میں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی نبی کے باپ مشرک کافر نہیں ہوتے تھے۔ نہ کبھی انہوں نے توحید اسلام سے انکار کیا ہو۔ بعض لوگ مسلمان ہوتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد و والدہ ماجدہ کو معاذ اللہ کافر کہتے ہوئے شرماتے نہیں۔ حالانکہ آپ کی پیدائش کے زمانہ میں کوئی نبی

بھی موجود نہیں تھا۔ اصحاب فیل کے وقت حضرت عبدالمطلب محافظ کعبہ تھے۔ جب صفاح کے پاس گئے تو اس نے بڑی عزت کے ساتھ آپ کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور پوچھا کیا چاہتے ہو۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے اونٹ جو تیرے لشکر ی نے پکڑے ہوئے ہیں مجھکو دلا دو اس کو بہت تعجب ہوا۔ اور کہا تم کو اونٹوں کی فکر ہے۔ اور خانہ کعبہ کی فکر نہیں۔

تو آپ نے اسکو جواب دیا خانہ کعبہ کا مالک خدا ہے وہ اپنے گھر کی خود حفاظت کرلے گا۔ کیونکہ ہر چیز پہ اللہ قادر ہے۔

(قرآن) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا ہم اس وقت تک کسی پر عذاب نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ اس قوم میں رسول نہ بھیجدیں (فتویٰ شامی) وغیرہ میں دیکھو۔ کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو زندہ فرمایا اور اپنا کلمہ شریف پڑھوایا تھا۔

جہاں تک آپ کی تاریخ ولادت باسعادت سے تعلق ہے متفقہ علیہ رحمۃ اللہ کا یہی قول ہے۔ بارہ ۱۲ ربیع اول پیر کا صبح صادق کا وقت تھا۔ حضرت کے گھر میں حوروں کا ہجوم تھا مرحبا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی خبری دیتی تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی صاحبہ ہیں۔ فرماتی ہیں میں نے آپ کی

پیدائش پر عجیب چیزیں دیکھیں سب سے پہلے آپؐ نے ستر کو سجدہ میں رکھا - بوقت پیدائش تمام گھر روشن منور ہو گیا - اور خوشبو حنا و عنبری کی ہوائیں چلنے لگیں - رحمت کے فرشتے آئے - آپؐ کو پاک مصفا حالت میں دیکھا - آپؐ ختنہ شدہ تھے - اور ناف بریدہ تھی -

کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو ابولہب کی لونڈی نے ابوجہل کو خوشخبری دی کہ تمہارا بھتیجہ پیدا ہوا ہے مبارک ہو - اس نے اشارہ کر کے کہا میں نے تجھے آزاد کیا - جب وہ مر گیا تو اس کے خاندان والوں نے خواب میں دیکھا کہ اس پر دردناک عذاب ہو رہا ہے - البتہ اسکو پیر کے دن عذاب نہیں ہوتا - اور اسکی شہادت کی انگلی سے پانی بہتہ ہے جس وہ پانی سیر ہو کر پی لیتا ہے - اے میرے عزیز بھائی مسلمانوں - اگر ایک مشرک ابولہب کو آپ کی پیدائش کی خوشیاں منائے تو اسکو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ آپؐ کی خاطر پیر کے دن عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے - اور اگر کوئی مسلمان صحیح عقیدہ محبت و خلوص سے آپؐ کا ذکر جمیل میلاد شریف یا جشن محمدی منائیں تو اللہ تعالیٰ کون کونسی نعمتوں برکتوں اور رحمتوں نہ نوازے گا

میرا ایمان ہے سب کچھ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے -

حضرت اصحاب کرام اجمعین رضی اللہ عنہ سے ثبوت موجود ہے کہ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے - علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ

علیہ مفتی حرمین شریف تھے اپنی کتاب مستطاب النعمتہ الکبریٰ صت
مطبوعہ ترکی ۔ حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ رَفِیْقِی الْجَنَّۃِ ؕ

جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف پڑھایا یا ایک درہم
بھی خرچ کیا وہ جنت فردوس میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَدْ اَحْیَا الْاِسْلَامَ ؕ
جس نے نبی محترم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے
دوبارہ اسلام کو زندہ کیا۔

حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے میں اس بات
سے محبت کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہو تو
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھوانے کے لئے صرف کر دوں گا۔

سید المشائخ مولٰنا ابوالقاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
جو شخص بھی میلاد النبی میں شامل ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے
تحقیق وہ ایماندار ہو گا۔

حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے میلاد النبی

پڑھوانے کے لئے انتظام کیا اور کھانا پکوا کر تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور خوب روشنی و سجاوٹ کیا اور خود نیا باس پہنا اور خوشبو وغیرہ لگایا میلادالنبی کا ذکر با ادب تعظیم تکریم کیا تو اللہ رب العزت روز قیامت انبیاء کے ساتھ حشر میں رکھیگا اور اعلیٰ علین ۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے محفل میلاد کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا بھی کھلایا تو اللہ سبحانہ، اسکو روز قیامت میں صدیقوں، شہیدوں، صالحین و مومنین کے ساتھ اٹھایا جائیگا ۔ اور اس کو جنت نعیمہ میں جگہ دے گا ۔

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ جس کسی نے کھانا پکا کر میلادالنبی ﷺ کرا کر لوگوں میں تقسیم کیا اللہ تعالیٰ سبحانہ، اپنے محبوب پاک ﷺ کی خاطر اس گھر میں برکتیں نزول فرماتا ہے ۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔ نبی کریم کا ذکر جمیل ہی کا معجزہ ہے ۔

حضرت غوث ثقلین کریم الطرفین غوث الرحمتی سیدنا ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز ہر سال جشن میلادالنبی ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ربیع الثانی گیارہویں کو منایا کرتے تھے میلادالنبی فاتحہ درود سلام پڑھکر ایصال ثواب بخشتے کھانا تقسیم کرتے تھے ۔

حضرت امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر یا مسجد و

محلہ میں میلاد النبیؐ پڑھا جائیگا اس جگہ پر رحمت کے فرشتے آکر سایہ کرتے ہیں اور لوگوں کی دعا قبولیت کے لئے سفارش کرتے ہیں۔ جو بھی مسلمان اپنے گھر پر میلاد النبیؐ پڑھوائے گا اللہ جل شانہٗ اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ نہ کوئی آفات، بلایات امراض، مشکلات آئے گی اور جب مر جائیگا تو منکر نکیر کے جوابات آسان ہو جائیں گے (بشرطیکہ میلاد رزق حلال کی کمائی سے کرائے جائیں! اور صاحب ذکر اور صاحب خانہ نیک اعمال اور پنجگانہ نماز کے پابند ہوں) حضرت امام ربانی غوث المشائخ شیخ احمد مجدد الف ثانی قیوم ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل حیات النبیؐ اور قرآن پاک کی تلاوت وقصائد نعت منقبت درود وسلام پڑھنا ثواب دارین حاصل ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بارگی انوار رحمت ظاہر ہوتے ہیں نہیں کہہ سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں یا دل کی آنکھوں سے دیکھا جا رہا ہے۔ کہ روحانیت سے خدا جانے کیا امر رب تھا کہ بہت سے فرشتے صف بستہ ہو کر ہزاروں کی تعداد میں محفل میلاد میں شامل ہوئے

اور ہمارے ساتھ درود وسلام پڑھتے تھے یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار رحمت کا فیض عام تھا۔

(فیوض الحرمین صـ۲۷ مطبوعہ دیوبند۔)

حضرت مولینا شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

آپ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد شریف اور فاتحہ خوانی اور درود وسلام کیا کرتے تھے مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول کو کھانا پکا کر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر کھانا تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ نے مجبوری میں صرف بھونے ہوئے چنے لیکر محفل میلاد میں تقسیم کیا۔ اسی شب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرکار دو عالم بیٹھے چنے تناول فرما رہے ہیں۔ دیکھو محبت اللہ والوں کی اور ان سے سیکھو عمل کا طریقہ۔

(دعوت عبدیت صـ۹ حصہ چہارم)

مرکز چشم تمنا حسن زیبائے رسول ؐ
بارگاہ عاشقان نقش کف پائے رسول ؐ

ہر نفس تعظیم سجدہ ہر قدم لب پر درود
کاش یوں پہنچے مدینہ یہ دیوانہ رسول ؐ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء محفل میلاد النبیؐ کے لئے کتنا تنازعہ پیدا کرتے ہیں۔ جبکہ علماء حق جواز کی طرف گئے ہیں۔ اور جواز موجود ہیں۔ پھر ایسا تشدد کا فتنہ کھڑا کرنے کی ہر کتیں کیوں کرتے ہیں۔ ہمارے لئے انکی اتباع خیر میں کافی ہے۔ (امداد مشتاق صہ ۵۵)

مولانا امرتسری مرحوم رحمتہ اللہ علیہ اہلحدیث نے اپنے اخبار اہل حدیث امرتسری میں لکھا ہوا ہے

مذہب حنفیہ حق اہل سنت جماعت کا ایک۔ اور معجزہ کی سرخی اور وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ کا ایک حصّہ لکھ کر ایک شیعہ کا تائب ہونا مسلک حنفیہ اہل سنت والجماعت اختیار کرنے کے واقعہ کی تفصیل اس طرح تحریر کی ہے کہ تائب شیعہ حضرت شیخ نے اپنا اطمینان کافی کرنے کے بعد نہایت خشوع و خلوص سے مذہب حنفیہ حق اہل سنت جماعت کو قبول فرما کر اور اپنے گناہوں معاصی ماضیہ سے توبہ کر کے اس نے اپنے کاشانہ میں محفل نورانی میلاد النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کرایا۔ اور خود بھی ذکر جمیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا اور بڑی مسرت اور خوشی کے لہجہ میں اصحاب اکرام اجمعین تعظیم و تکریم بیان کی اس محفل میں سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے وہ بہت خوش خرم

ہوئے اور شیخ موصوف کو شاباش دی۔ اور سامعین محفل کو داخل حسنات سے نوازہ اور بعد میں تبرک شیرینی تقسیم ہوئی

(راقم خریدار اہل حدیث اخبار۔ امرتسر ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء)

نواب محمد علی کے حکم سے جو کتاب مخزن احمدی لکھی گئی ہے۔

اس میں وہابیوں کے سردار سید احمد بریلوی کے بارے میں تحریر کیا گیا ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا ہے۔ اور اسی میں ذکر جمیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود سید احمد نے کیا۔ اور اسی محفل میلاد میں نعت خوانی قصیدہ منقبت شریف پڑھے گئے۔ بعد میں شیرینی تقسیم کی گئی تھی۔ (مخزن احمدی فارسی صہ ۸۵ مطبوعہ آگرہ)

حضرت آدم علیہ السلام نے جب اپنی مغفرت کے لئے دعا کی ہے تو اس طرح کی۔ یارب بمحمد لما غفرت لی۔

(طبرانی ۳۰۸۲ ج ۸ مواہب لدنیا)

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت یہ دعا پڑھی۔
الٰہی اسئلک ان تنصرنی علیہم بنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(رسالۃ السیفین فی الرد علی المتبدعین الوہابین صہ ۲۴ مطبوعہ مصر)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں کہا ہے کہ مدینہ منورہ اور خیبر کے یہودی کفار عرب بنی اسد عذری کے ساتھ مقابلہ کرتے اور جنگ میں شکست کھا جاتے تو اپنے علماء کے پاس جا کر فتح ونصرت کے لئے دعا سیکھتے تھے۔

اللھم ربنا اِنک نسئلک بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی آخر زمان وبکتابک الذی تنزل علیہ

آخِرُ مَا يُنَزَّلُ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰى اَعْدَائِنَا ۔

حدیث شریف میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کے ابدالوں کے بارے میں فرمایا۔ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ يَسْتَغِيْثُوْنَ عَلَى الْمَرَامِ ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے سے رزق دیتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بارش کرتا ہے۔ اور انہیں ابدالوں کے وسیلوں سے جنگوں میں فتح و نصرت عطا کرتا ہے۔ (طبرانی شریف)

قرآن شریف - يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (۶ع ۶)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ پکڑو اور اسکی راہ جہاد کرو تاکہ اچھائی ملے۔ اس آیات سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین امامین تابعین وصالحین مومنین علماء بزرگان دین بھی ایک وسیلہ ہیں۔ تفسیر مستند مفسرین محدثین علیہم رحمتہ اللہ علیہ مستند حوالاجات سے لکھ رہا ہوں۔ جس میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارشی کرکے دعا کرنا بالکل جائز ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس طرح دعا کرو۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تفسیر کبیر ص ۳۲۸ مطبوعہ مصر)

حضرت علامہ شیرجی رحمتہ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے صالح عالم اور باعمل ولی اللہ تھے انہوں نے فرمایا ہے جب بھی کوئی مشکلات یا حاجات ہوتے تو چار رکعت نیت نماز حاجات کے اللہ اکبر پڑھے اول رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد دس بار سورۃ قل ھو اللہ پڑھے دوسری رکعت میں بیس بار قل ھو اللہ شریف پڑھے تیسری رکعت میں تیس بار قل ھو اللہ شریف پڑھے چوتھی رکعت میں چالیس بار پڑھ کر نماز ختم کرے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے درمیان میں دعا پڑھے خلوص عقیدہ یقین سے ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اس طرح چند ہفتے کرے ضرور بضرور حاجت پوری ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ بِنُوْرِکَ وَجَلَالِکَ وَجَمَالِکَ وَ بِحَقِّ ھٰذَا الْاَسْمَاءِ الْاَعْظَمِ وَبِحَقِّ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَ تُبَلِّغَنِیْ سُوْلِیْ۔ دعا مستجب ہے اور آزمودہ ہے۔

طلب امداد کی ندا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے جب مسلمان لشکر مسلمہ کذاب سے جنگ کرنے گیا تو وہاں صحابہ کرام نے میدان جنگ میں باآواز بلند یہ نعرہ لگایا۔ "یا محمد رسول اللہ" البدایۃ والنہایۃ ص۳۲۴ ج ۶

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب لشکر اسلام جنگ میں یہی نعرے لگاتے تھے یا محمدؐ ۔ یا منصور ۔ اُمَّتُکَ اُمَّتُکَ ۔
معنے ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت کی خبر لو اور مدد کرو ۔
فتوح شام للواقدی ص۶ ج ۱

جنگ میں صحابہ ایک رات سخت مشکل میں پھنس گئے تھے تو انہوں نے یہ نعرہ بلند کیا ۔ کَانَ شِعَارُ الْمُسْلِمِیْنَ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ انْزِلْ ۔ فتوح شام ص۲۱۶ ج ۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت قحط سالی پڑ گئی تو ایک صحابی روضہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر بارش کے لئے اس طرح دعا کی ۔ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ ترجمہ ۔ آپ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کریں ۔ (حجۃ اللہ ص۴۳۰ ج ۱)

حضرت ابو عبداللہ سالم رضؓ کو خواب میں بتایا گیا کہ جب کوئی مشکل ہو تو یہ پڑھا کرو - اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ (حجۃ اللہ ص۲۱۵..)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا -

آمْنُنْ عَلَیْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ فِیْ کَرَمٍ   فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَنْتَظِرُ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ   حجۃ اللہ ص۲۳۷ ج ۲

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اُنْظُرْ حَالَنَا   یَا حَبِیْبَ اللّٰہ اِسْمَعْ قَالَنَا

حضرت شیخ عبدالقادر البغدادی الصدیقی نے مصیبت کے لئے یہ درود سلام پڑھا ہے - اس سے تکلیفیں اور مصیبت دور ہو جاتی ہے -

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ مَوْلَائِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ -

حضرت راجز رضی اللہ عنہ نے اس طرح سے دعا کی ہے -

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَصْرًا عَتَدَا وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاتُوْ مَدَدًا -

الاستیعاب لابن عبدالبر ص۲۴۶ ج ۲

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اس طرح سے ندا کی ہے -

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا   اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

(قصیدہ نعمانیہ ص۱)

تصورِ صحابہؓ

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ فرماتے ہیں۔

کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَی الْمِنْبَرِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ اَرْخٰی طَرَفَیْہَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ (مسلم شریف فتح ج ۱)

مجھکو اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ایسا قائم ہو گیا تھا کہ ہر وقت نبی کریم کو ممبر پر تشریف فرما نظر آتے ہیں۔ اور آپ نے سر پر سیاہ عمامہ باندھا ہوا ہے۔ عمامہ مبارک کا ایک سرا بائیں جانب اور دوسرا دائیں جانب لٹکتے نظر آتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی سِوَاکِہٖ تَحْتَ شَفَتِہٖ ۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح دیکھتا ہوں کہ آپ نے اپنے لبوں مبارک میں مسواک لئے بیٹھے ہیں

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا محبت و عشق کا تصور یہ تھا اگر صحابہ وضو کرتے تو حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو لے کر اس طرح کرتے تھے۔ پہلے ہاتھ دھوتے اور ناک صاف کر کے پانی ڈالا۔ منہ کو اس طرح دھویا اور جو آپ پڑھتے تھے وہ پڑھا۔ اسی طرح تمام وضو کے ارکان پورے کرتے تھے۔ اب نماز کی نیت میں تصور۔ صف بندی و تکبیر تحریمہ

قیام میں - قرآن شریف کی آیتیں پڑھیں۔ رکوع میں سبحان ربّ العظیم پڑھا قعود میں سمیع اللہ الحمد پڑھا - سجود میں سبحان ربّ العالی پڑھا۔ التحیات پڑھی - السلام علیکم ورحمتہ اللہ پڑھکر سلام پھیرا - ابتداء سے لے کر آخر نماز تک تصور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا کرتے تھے - اس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ نفس شیطانی وسوسوں سے بچ جاتے تھے - جیسے کہ ہم لوگ خاص کر نمازوں میں خیال دنیا میں کھو جاتے ہیں - کبھی دولت کا خیال کبھی عورت کا خیال - کبھی کاروبار کا خیال - کبھی جائیداد و مقدمہ بازی کا خیال غرض کہ ہماری نمازیں خیالوں کے سمندر میں بہہ رہی ہوتی ہے - صَلُّوا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِی اُصَلِّی ۔ بالکل صحیح نمازیں صحابہ کرام، صالحین مومنین اولیا کرام اور علماءِ حق کی ہیں۔

نماز میں اللہ تعالٰی کے حضوری کا تصور کر کے رابطہ پیدا کیجئے - تاکہ اللہ تعالٰی جل شانہٗ کے قُرب اور حضور انور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیض غلامی حاصل ہو سکے اور ہمارے زنگ آلودہ قلب مُصفا ہو جائیں

مسلک الختام شرح بلوغ المرام صـ۲۴۴

جس وقت التحیات میں بیٹھے ہوئے یہاں پہ پہنچ جائے یعنی السلام علیکم ایھا النبیُّ ورحمتہ اللہ پر تصور امام انبیاء سرور کائنات محمد رسول اللہ کو بالمشافہ

عرض کرے۔۔۔۔ بزرگان دین علماء حق، صالحین و محدثین علیہم رحمتہ اللہ علیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نماز میں تشہد پڑھتے وقت تصور اپنے آقا کا ہونا چاہیئے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے سردار علی خواص رحمتہ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ شارع علیہ السلام نے نماز کو تشہد میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عرض کرنے کا اس لیئے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں غفلت کے ساتھ کھڑے ہوتے یا بیٹھتے ہیں۔ انہیں لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ اس طرح نماز پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر تصور یعنی نماز پڑھیں گے ایک تو نفسانی خیالوں سے بچیں گے۔ دوسرے حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری ہوگی۔ اور ان لوگوں کو باقاعدہ دیکھیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور اکرم جدا نہیں رہتے ہیں۔

فَیُخَاطَبُوْنَہ بالسلام مشافہۃ۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بالمشافہ السلام علیکم و رحمتہ اللہ عرض کیا کریں۔

میزان الکبریٰ صفحہ ۱۶۷ مطبوعہ مصر۔

اہل حدیث وہابی کے سردار نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ کہ حضور احمد مختار کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم صالحین اور عابدین و زاہدین عالم حق اور مسلمانوں کے سامنے ہر وقت

موجود رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سینہ میں ایک مقام قلب یعنی دل اپنے قیام کی جگہ رکھی ہے۔ اسی طرح اپنے پیارے محبوب کیلئے اخفیٰ مقام رکھا ہے۔ جن کو نظر مل جاتی ہے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور ان کو تمام حالات روحانیات خصوصاً عبادت الہائیہ کے نورانی ظہور منکشف زیادہ قوی کی توجہ نظر سے ہوتے ہیں۔ بعض عارفوں نے فرمایا کہ دنیا میں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے سورج کی کرنیں تمام عالم کو روشن منور کرتی ہیں اور پھر اس آنکھ والے کو سورج نظر آتا ہے جسکی آنکھیں صحیح سالم ہوں۔ ورنہ اندھا سورج کو نہیں دیکھ سکتا۔

اسی طرح حضور اقدس اور اولیاء کرام و فرشتے کو بھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ جن کے قلب مصفا منور ہوتے ہیں وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ حضور رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار تجلیات تمام عالم پر چھائی رہتی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی پاک محفلوں میں مسلمانوں کے گھروں میں مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں۔ کیونکہ آفتاب کی روشنی سے چاند روشن ہوتا ہے اسی طرح رسالت کا نور فیض ولایت کو پہنچتا ہے۔

عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ کرام اجمعین رضی اللہ عنہم

عروہ بن مسعود قریش ثقفی کو جو طائف کے بڑے معزز سردار اور مالدار تھے۔ تحقیق حال کے لئے طائف کے لوگوں نے بھیجا تو انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں یعنی صحابہ کو دیکھا کہ اگر حضور اکرم وضو فرماتے تو صحابہ دوڑ کر وضو کے پانی کو اپنے ہاتھوں میں لے کر منہ اور بدن پر مل لیتے اور بہت باادب ہو کر کھڑے رہتے تھے یا دو زانوں ہو کر نیچی نگاہیں کئے سر جھکائے بہت ہی خاموشی سے بیٹھے رہتے تھے۔ جب بھی کوئی فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے بہت غور سے سنتے۔ اگر کوئی سوال عرض کرتا تو بہت عجز سے کرتا۔ ہر صحابی کی یہ آرزو ہوتی کہ مجھ پر حضور حکم صادر کریں۔ ہر صحابی کی یہ خواہش ہوتی کہ جان دل

حضورؐ کے حکم پر نثار کر دوں۔ عروہ نے واپس ہو کر قبائل قریش کو حضورؐ کے جانثاروں کی کیفیت بتائی اور کہا میں شاہان فارس و قیصر و کسریٰ اور روم۔ مصر کے درباروں میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کی اتنی چاہت، تعظیم و عظمت نہیں دیکھی ہے جیسی کہ دربار رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانثار سپاہی صحابہ اکرامؓ انؐ کی تعظیم و عظمت کرتے ہیں۔

قرآن :- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۞ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۞

پ۵ ع۷ ترجمہ :- جو لوگ اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو وہ ان کے زمرہ میں ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے کرم کئے وہی صدیقین شہداء، صالحین مومن انبیاء علیہ السلام کے رفیق ہوں گے۔ یہ کتنا اچھا فضل عظیم۔ اور کارساز جانتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

ترجمہ :- تم اگر اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو تم پر میری محبت تابعداری ضروری ہے تاکہ اللہ تمکو بھی دوست رکھے۔ اور تمہیں

بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

تفسیر میں ہے کہ اے نبی صلعم فرما دیں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے ساتھ محبت عشق ضروری ہے۔ جب تک میرے ساتھ محبت نہ کرو گے اس وقت تک اللہ کو نہیں پہچان سکو گے۔ اور نہ ہی ایمان مکمل ہو گا۔ ہمارا ہی عشق محبت تمکو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ مہربان رحم کرنے والا ہے۔

احد کے مشہور معرکہ میں جب قریش کے تیغ زنوں نے آپؐ پر یورش کی اور مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہوئیں تو آپؐ نے آواز دی کہ کون مجھ پر جان نثار کرتا ہے۔ اور آواز سن کر دفعتاً سات انصاری نکل آتے۔ اور ایک ایک نے جان نثاری سے لڑ کر جان قربان کر دی۔

ایک انصاری خاتون کے باپ، بھائی، اور شوہر یہ تینوں جان نثارؓ نے اپنی جانیں قربان کیں۔ باری باری تینوں حادثوں کی خبر اس انصاری خاتون کے کانوں میں پڑیں۔ اور وہ ہر بار یہ پوچھتی رہی کہ میرے جان عالم پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا آپؐ خیریت سے ہیں۔ پھر اس عورت نے حضور کریمؐ کے پاس آ کر چہرہ مبارک دیکھا اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھی۔ کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ یا رسول اللہ تیرے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ میں بھی۔ باپ بھی

شوہر بھی برادر بھی فدا - اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم
یہ محبت یہ عشق یہ جان نثاری صحابیہ عورت میں تھی حضرت خدیجہ رضؓ کے
پہلے شوہر سے فرزند ہالہ رضؓ تلواروں سے قیمہ کئے گئے ۔ سمیہ رضؓ حضرت
عمار رضؓ کی والدہ ابو جہل کی برچھی کھا کر شہید ہوئیں ۔ حضرت یاسر رضؓ
کافروں کے ہاتھوں سے اذیت اٹھاتے ہوئے شہید ہوئے ۔
حضرت خبیب رضؓ سولی پر چڑھائے گئے ۔ حضرت زید رضؓ نے تلواروں
کے دھار پر گردن رکھی - حرم بن ملحان رضؓ اور ان کے ۶۹ انہتر ساتھیوں نے
بیر معونہ پر عصیہ رعل اور ذکوان قبائل کے ہاتھوں بے کسی کے ساتھ
جام شہادت پیا - واقع رجیع میں حضرت عاصم رضؓ اور ان کے سات
ساتھیوں کے بدن لہو لہان کئے گئے - اور ستّو تیر اندازوں کے تیروں
سے چھلنی ہو کر شہید ہوئے - ۷ھ میں ابن ابی رضؓ العوجاء کے ۴۹
جان نثار قبیلہ بنو سلیم کے ہاتھوں شہید ہوئے - حضرت کعب بن
غفاری رضی اللہ عنہ مع اپنے جان نثاروں کے ذات اطلاح کے میدان
میں شہید ہوئے - تلوار کی جھنکار ہو کہ برچھی کی انی - یا سولی کی
لکڑی - گرم ریت یا آگ کے شعلے - گلوں میں رسیاں ڈالی گئیں
سینہ پر پتھر کے سل رکھے لئے - یہ سب کفار مکہ و عرب نے کیا -
مگر عشق محمد کا نشہ ایسا تھا جو ختم نہ ہوا - یہ نشہ ساقی کوثر کے نگاہ

لطف وکرم اخلاق کے میخانے کا نقشہ تھا جو سر چڑھ کر بولتا تھا۔

تیرے بغیر ساقیا لذت مئے کشی نہیں

ایمان۔ عبادت۔ معاملات۔ دین علم۔ عمل۔ اخلاق غرض کہ دین و دنیا کے تمام معاملات حضور علیہ السلام کے عاشقانِ باوفا کے رگ رگ میں اس طرح پیوست ہو چکے تھے کہ ان کے دل کی دھڑکنیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبض مبارک کے ساتھ ساتھ دھڑکتی تھیں۔ اور یہی عشق کے کمال کی آخری منزل ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتقدر عشق محبت تھی کہ ایک گھڑی بھی آپؐ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ کو حضورؐ کا دیدار نہ ہو سکا تو بہت ہی رنجیدہ حالت میں حاضر خدمت ہوئے آپ کا چہرہ مبارک مثل ہلدی زرد ہو گیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کا چہرہ دیکھ کر فرمایا۔ ثوبان تمکو کیا ہو گیا ہے؟

عرض کیا مجھکو کوئی بیماری نہیں ہے۔ البتہ جبتک آپؐ کو نہ دیکھوں اس وقت تک میرا یہی حال ہوتا ہے۔ بلکہ مجھ پہ دیوانگی اور وحشت طاری رہتی ہے۔ محشر کے دن کا خیال آجائے تو اور بھی زیادہ افسردگی ہوتی ہے۔ کہ آپ حضور اکرمؐ اس وقت مقام

محمود پر کھڑے ہوں گے۔ وہاں پہ انبیاء صحابہ، شہداء، صالحین مومنین اور بہت سی مخلوقات کا ہجوم ہو گا تو میں کس طرح حضورؐ آپ کو دیکھوں گا۔ اور کس طرح رسائی ہو گی۔

آپ حضورؐ اکرم نے قرآنی آیات پڑھی جس کے معنے یہ ہیں۔

"جو لوگ اللہ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کرتے ہیں قیامت میں بھی رسول کریم کے ساتھ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انعام سے نوازے گا۔

اَحِبَّ اِلَیۡکُمۡ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلَہٗ۔

ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ عقیدت۔ محبت عشق رسول اللہ کو عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا ضامن اور ایمان کی بھی روح ہے۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور اکرم سے عرض کی کہ قیامت کب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نہ زیادہ نمازیں پڑھیں۔ نہ ہی صدقہ خیرات زیادہ کئے۔ البتہ اتنا ضرور ہے مجھکو اللہ تبارک تعالیٰ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

بے حد محبت اور عشق ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جس سے تمہاری محبت
ہو گی اسی کے ساتھ حشر میں بھی ہو گے۔

صحیح بخاری شریف میں مِنْ نَفْسِہٖ کے الفاظ بھی ہیں۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن وہی ہے۔ جو اپنی جان و مال، اولاد
بیوی، بھائی بہن ماں باپ سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے محبت و عشق کرے۔

ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں کہ حضورؐ سے خالی زبانی عشق
کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ حقیقی عاشق رسولؐ سے دنیا میں کبھی ایسا
عمل سرزد نہیں ہو گا جس سے اس کے دعویٰ کی نفی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آج کے مسلمانوں کو بھی وہی عشق عطا کرے
جس کا مظاہرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل صالح میں پوشیدہ تھا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں — اقبالؒ

تمت بالخیر

وما علینا الا البلاغ

نذرِ عقیدت

بدرگاہ سیدِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

— فقیر سید بھائی جان دیوانہ —

کیا گزرے گی کیا بیتے گی، جل جانے کا عالم کیا ہوگا
رم جھم انوار حرم میں، پروانے کا عالم کیا ہوگا

کس طرح شیدائے مدینہ کو فرشتے سلامی دیتے ہیں
ساقئے کوثر کے میخانہ کا آج پیمانے کا عالم کیا ہوگا

سینے میں مُقید رکھوں گا کس طرح بیتاب دل کو
پلکوں میں چھلکتے اشکوں کو ٹھہرانے کا عالم کیا ہوگا

جب گنبدِ خضرا کی ہوائیں تن من میں سما ہی جائے گی
رحمتوں کی گھٹاؤں سے برسانے کا عالم کیا ہوگا

شفیق مونس جہان عالم شکستہ دل پر نگاہ ترحم
تب صلی علی کے نغمے کو دہرانے کا عالم کیا ہوگا

چوکھٹ کو تیرے چوم کے آداب سلامی کرنے غلام آیا
تصور میں ہوں گے سرکار دیوانہ کا عالم کیا ہوگا